SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, Sepetember 25, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fortyfive minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ الذی جعل لکم الارض قراراً والسماء بناء وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبت ذلکم اللہ ربکم فتبرک اللہ رب العلمینO ھو الحی لا الہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العلمینO

ترجمہ۔ خدا ہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں۔ یہی خدا تمہارا پروردگار ہے۔ پس خدائے پروردگار عالم بہت ہی بابرکت ہے۔ وہ زندہ ہے (جسے موت نہیں) اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اس کی عبادت کو خالص کر کر اسی کو پکارو۔ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام جہاں کا پروردگار ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب راجہ صاحب

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, Sepetember 25, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fortyfive minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ الذی جعل لکم الارض قراراً والسماء بناء وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبت ذلکم اللہ ربکم فتبرک اللہ رب العلمین○ ھو الحی لا الہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العلمین○

ترجمہ۔ خدا ہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں۔ یہی خدا تمہارا پروردگار ہے۔ پس خدائے پروردگار عالم بہت ہی بابرکت ہے۔ وہ زندہ ہے (جسے موت نہیں) اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اس کی عبادت کو خالص کر کر اسی کو پکارو۔ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام جہاں کا پروردگار ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب راجہ صاحب

Point of Order Re: Award of the Wage Board for Journalists.

راجہ محمد ظفر الحق جناب چیئرمین آج پارلیمنٹ کے گیٹ کے باہر ایک بڑی تعداد اسلام آباد اور راولپنڈی کے جرنلسٹ کی جمع ہے ان کا مطالبہ یہ ہے کہ چھٹے wage Board کی تشکیل میں ان کے نمائندوں کو نہیں رکھا گیا اور ایک دو بار حکومت سے مذاکرات ہونے کے باوجود' ان کے مطالبے کو بظاہر تسلیم کرنے کے باوجود ' اس کا notification ہو رہا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی دو تین Wage Board جو ہوئے ہیں ابھی تک ان کے ایوارڈ کی implementation بھی صحیح طور پر نہیں ہوئی ہے یہ بہت تھوڑی percentage ہے جو ایوارڈ Wage Board کے ایوارڈ میں دی گئی ہے ' لیکن یہ سارا کچھ ہونے کے باوجود ان کا مطالبہ ہے کہ ایک خاص وقت میں نیا wage Board بنتا ہے ۔ وہ wage Board پہلے بنا ۔ اس پہ احتجاج ہوا اور بورڈ کی تمام تنظیمیں تھیں انہوں نے اس ایوارڈ کو مسترد کیا ۔ اب ان کا مطالبہ ہے کہ حکومت کے ساتھ جو مذاکرات ہو چکے ہیں ان کی باتیں سنی جا چکی ہیں اس کے مطابق نوٹیفکیشن ہو نا چاہئیے ۔ میں یہ حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جی اشتیاق اظہر صاحب فرمائیے ۔

سید اشتیاق اظہر ۔میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ ابھی راجہ صاحب نے کہا کہ Wage Board کی تشکیل کے بارے میں باقاعدہ commitment دیا گیا تھا کہ نثار صاحب نے جو تجویز دی تھی اس پر عمل کیا جائے گا ۔ ایک تو یہ بات تھی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان ٹائم کا مسئلہ جو ہے وہ ابھی تک غور طلب ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ نثار عثانی کے گھر پر جو وعدہ کیا گیا تھا اور پاکستان ٹائمز کے عملہ کی تنخواہوں کے معاملے میں کیا وزیر قانون کوئی روشنی ڈالنا پسند کریں گے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ربانی صاحب آپ بھی کچھ اس سلسلے میں کہنا چاہتے ہیں؟ اچھا ٹھیک ہے ۔قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد ۔جناب چیئرمین ! صحافیوں کے مظاہرے کے اندر سے ہو کر آ رہا تھا ۔ بہت بڑی تعداد میں صحافی جمع ہے اور ظاہر ہیں کہ صحافی برادری کا اور ہمارا بہت چولی دامن کا ساتھ ہے اور ایوان بھی اور ایوان کی رپورٹنگ بھی اور ہماری آواز بھی اور ہماری بات

بھی ان کے ذریعے سے پہنچتی ہے اور یہ اس ایوان پر بھی اور Parliamentarians پر بھی صحافیوں کا حق ہے کہ ان کے جو جائزحقوق ہیں اس میں وہ آواز ایک کر دیں۔ اُن کے ساتھ آواز ملائیں۔ آج وہ دن ہے جس دن کہ Wage Board کا اعلان ہونا تھا ۔ ان کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا ہے اس کے مطابق آج اعلان ہونا تھا ۔ لیکن آج اعلان نہیں ہو سکا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان کی طرف سے متفقہ طور پر، یہ حکومت اپوزیشن کی بات نہیں ہے ، متفقہ طور پر ، یہ مطالبہ کیا جائے اور صحافیوں کے اس جائز مطالبے کی حمایت کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب عبدالحی صاحب ، پوائنٹ تو ایک ہی ہے نا ۔ جی جناب

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میں آپ کی توسط سے اس معزز ایوان میں یہ عرض کروں گا کہ صحافت کا بہت بڑا رول ہےجمہوریت اور جمہوری اداروں کے استحکام میں اور یہ حقیقت ہے کہ کافی عرصے سے ان کا wage Board کی تشکیل کا مطالبہ ہے ، اور جو پہلے wage Board نے ہیں اس میں اُن کو نمائندگی نہیں دی گئی ہے ۔ ظاہر ہے ایک یہ جو ہمارا طبقہ ہے ان سے ہم بہت بڑی توقعات بھی رکھتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ جب سے جمہوریت اور جمہوری اداروں کی بات ہو رہی ہے ، ملک کے اندر انتخابات ہو رہے ہیں، صحافت اپنا بہت بھر پور کردار ادا کر رہی ہے اور ہمارے صحافی، جیسے کہ آپ جانتے ہیں غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ نچلے، متوسط طبقے کے لوگ ہیں اور ان کا ، میں سمجھتا ہوں، پورے ایوان کا فرض بنتا ہے اور سارے ملک کے عوام کا ، کہ ان کے جائز جو مسائل ہیں ، مشکلات ہیں ان کوحل کریں۔ اور میں بھی یہ گزارش کروں گا اپنی پارٹی کی طرف سے کہ ہم ان کے نئے Wage Board کے لئے ان کی مکمل حمایت کرتے ہیں ۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین۔وزیر قانون صاحب تشریف فرما ہیں، ان سے بات کر لیں۔ جی جناب چوہدری انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔میں جناب والا Information Standing Committee کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ Information کی Standing Committeeمیں زیر غور آیا تھا اور وہاں حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی بھی کرائی گئی تھی کہ

اس کے متعلق غور و فکر ہو رہا ہے اور مل بیٹھ کر ان کی consultation کے ساتھ یہ مسئلہ حل کر لیا جائے گا۔ اس لئے بھی بڑا ضروری ہے کہ اس مسئلے پر ان کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بجا جی۔ میں اب محترم جناب وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں کچھ عرض کریں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین میں ابھی جب تلاوت کلام پاک شروع ہوئی تھی تو اس وقت بھی میں انہیں کے پاس جا رہا تھا لیکن تلاوت شروع ہو چکی تھی اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں پہلے یہاں آپ کو بتا دوں، ہمیں بھی یہ اطلاع ملی ہے اور جس پر ہمیں تشویش ہے کہ ہمارے working journalists نے ابھی مظاہرہ کیا ہے، ان مظاہرین کے جذبات اور ان کے مطالبات پر ہم پوری دیانتداری سے اور ہمدردی سے نہ صرف غور کریں گے بلکہ ان کو مطمئن کریں گے اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں working journalists کے مفادات کا تحفظ کرنا اور ان کے Wage Board بنانا اور ان کے مفادات اور ان کے مراعات کو تحفظ دینا ہمارا فرض ہے۔ حکومت کی معاونت ان کے ساتھ شامل ہوگی۔ میں آپ کی اجازت سے ان مظاہرین کے پاس ابھی جا رہا ہوں، میں ان کے مطالبات لے کر آؤں گا۔ اور اپنے Information Minister سے بھی رابطہ کرتا ہوں، Information Secretary سے بھی رابطہ کرتا ہوں۔ اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہئیے Wage Board کو revise کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے جیسا کہ نثار عثمانی مرحوم نے حکومت کے سامنے مطالبات رکھے تھے۔ ان کی قربانیوں اور ان کے کردار کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ نثار عثمانی مرحوم مرتے دم تک آزادی صحافت اور working journalists کے حقوق کے لئے جس طرح جدوجہد کرتے رہے ہیں وہ ان کی زندگی کا انتہائی قابل ستائش اور قابل تعریف باب تھا، ہمیں دکھ ہے کہ نہ صرف صحافی برادری بلکہ پوری قوم ان سے محروم ہوئی ہے اور ہمیں پوری ہمدردی ہے۔ میں آپ کی اجازت سے ان کے پاس جا کر، ان کے مطالبات سن کر، ان کے Memorandum کو لے کر میں Information Ministry سے رابطہ کرکے پھر میں پورا بیان دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ ابھی پوائنٹ آف آرڈر میں ایک نکتہ آیا ہے کہ آج

wage board کا اعلان ہونا تھا ۔ ابھی آپ جا رہے ہیں اس سلسلے میں بات کر لیجئیے ' آپ دیکھ لیجئیے گا کیا ہے ؛ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد ۔میری تجویز یہ ہے کہ وزیر قانون کے ساتھ قائد حزب اختلاف کے مشورے سے ایک نمائندہ کم از کم جائے تا کہ سینٹ کی دونوں پارٹیوں کی طرف سے بات ہو سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ ان کے ساتھ اگر کوئی بھیج دیں تو بہتر ہے ۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ جناب چیئرمین مجھے یہاں اطلاع ملی ان سے ایک نمائندے میرے پاس آئے ؛ میں پھر ان کے پاس چلا گیا ' ان کی باتیں سنیں ' میں پہلے ہو آیا ہوں ۔ وزیر قانون صاحب کو اب چلے جانا چاہئیے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔نہیں وہ جا رہے ہیں ۔ تشریف لے جا رہے ہیں ۔ سید اشتیاق اظہر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر آپ جانا چاہیں تو چلے جائیے جناب ۔ جی جناب فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا ۔ جناب چیئرمین میں ایک اور بھی بات اس ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ پچھلے سال جب لغاری صاحب صدر منتخب ہونے تھے تو فیڈرل گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا تھا کہ تمام ملک کے ملازمین کو ایک ہفتے کی تنخواہ دی جائے گی۔ لیکن ایک سال گزرنے کے بعد بھی بلوچستان میں کسی بھی ایک ملازم کو بھی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے یہ facility Provincial Govrnment کو نہیں دی گئی کہ ان کے ملازمین کو تنخواہ دی جائے تو میری گزارش ہے کہ جو Comonitment فیڈرل گورنمنٹ کے level پر ہو اور پرائم منسٹر صاحبہ کریں کم از کم غریب عوام کے جذبات کو ابھارنے کی خاطر اس کو پورا ہونا چاہئیے ' اب ایک سال گزر گیا ہے ان کو تنخواہیں نہیں ملی ہیں ۔ ان میں اضطراب اور بے چینی ہے ' اس سے پہلے کہ اس معاملے کا کوئی issue بنایا جائے میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے جتنی بھی required رقم ہے وہ Provincial Government کو دیئے جائیں تا کہ ان لوگوں کو تنخواہیں پہنچ سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، البتہ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ۔ فیڈرل گورنمنٹ

کے ملازمین کو تو یہ رعایت دی جا چکی ہے غالباً صوبوں کو بھی عنایت دی جا رہی ہے۔ وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے نوٹ فرما لیا ہو گا۔ جی جناب میاں رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Thank you Mr. Chairman. Sir, I would like to take this opportunity of congratulating the Prime Minister of Pakistan for the tenacity and segacity with which she and her Government have been able to negotiate sixteen agreements with the American firms amounting to four billion US dollars for the purpose of the energy package. This will not only go a long way in bringing in foreign investments into the country but it will also go a long way in doing away with load-shedding. It is a fact that to the tune of about five hundred million US dollars annually Pakistan was losing due to loadshedding, the completion of these projects which is envisaged to be by 1997 would go a long way in that. Thank you, Sir.

(Applause)

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Qazi Hussain Ahmed Sahib.

قاضی حسین احمد : جناب چیرمین ، اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ تمام تفصیلات لوگوں کو معلوم نہیں ہیں ۔ ہمارے ملک میں ایٹمی توانائی ، انرجی کی سپلائی کا سب سے آسان ذریعہ ہو سکتا ہے ۔ دوسرے نمبر پر ہمارے ملک میں انرجی کی سپلائی کا سب سے سستا اور آسان اور وافر ایک ذریعہ موجود ہے وہ ہائیڈل الیکٹرسٹی کا ہے ۔ جو لوگ آئے ہیں ، جو ٹیم آئی ہے ۔ انہوں نے بجلی کی پیداوار کے لئے ایٹمی توانائی کو استعمال کرنے کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ہائیڈل الیکٹرسٹی کا ، سارا تھرمل کا ذکر ہے ۔ اور اس میں حکومت نے جو مراعات دی ہیں کہ ۲۵ فیصد منافع گارنٹی ہے ۔ اس کے بارے میں بھی ہمیں یہ تفصیلات معلوم نہیں ہیں کہ کیوں اتنی سخاوت کے ساتھ یہ بات کی گئی ہے ۔

دوسری بات جناب والا یہ ہے کہ یہ جتنا بھی باہر سے سرمایہ آ رہا ہے ۔ اس میں یہ

بھی لوگوں کو شکوک ہیں کہ یہ انرجی وغیرہ کے اقدامات یہاں آئیں گے اور پھر ہمیں روکیں گے کہ تمہاری انرجی کی ضرورتیں بس پوری ہو گئی ہیں۔ تمہیں اب اٹمی پروگرام اور اٹمی توانائی کو آگے بڑھانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ایک طرف ہمارے F-16 کے پیسے روکے گئے ہیں۔ F-16 کی رقم لی گئی ہے اور پیسے روکے گئے ہیں۔ وہ نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ تعاون۔ یہ لوگوں کو تضاد سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک طرف یہ دباؤ ڈال کر حکومت پاکستان کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں کہ اگر انہوں نے اٹمی پروگرام کو ختم نہ کیا اور اگر انہوں نے کشمیر کے ساتھ اور مجاہدین کے تعاون کا دروازہ بند نہ کیا تو ان کو ہم دہشت گرد قرار دے دیں گے۔ اور دوسری طرف ایک پوری ٹیم اور فوج یہاں آ گئی ہے۔ جیسا کہ اخبارات میں آیا ہے۔ انہوں نے ٹھیک کہا ہے کہ امریکی سرمایہ کاری کا سیلاب اندر آجائے گا۔ جناب سیلاب کوئی خیر کے لئے نہیں آتا۔ اس ملک میں ہمیں تجربہ ہے۔ تاریخ سے سبق لینا چاہیئے۔ یہاں ایسٹ انڈیا کمپنی والے آئے تھے وہ بھی تجارت کے لئے آئے تھے لیکن انہوں نے یہاں حکومت قائم کر لی۔ انہوں نے ۲۰۰ سال تک ہمیں غلام رکھا۔ انہوں نے یہاں اپنی تہذیب پھیلائی۔ انہوں نے اس ملک کا استحصال کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں غلامی کی مستقل زنجیریں پہنا دیں۔ اور اس طبقے کو ہمارے اوپر مسلط کیا جو اب بھی ان کی تہذیب کا دلدادہ ہے اور ان کے مقاصد کو یہاں پورا کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو بھی اس طرح کی سرمایہ کاری کے لئے آتا ہے۔ وہ استحصال کے لئے آتا ہے۔ exploitation کے لئے آتا ہے۔ وہ لوٹنے کے لئے آتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں ایک اور بہت اہم نقطہ یہ ہے کہ ہمارے اپنے ملک کا اپنا سرمایہ تو باہر نکل رہا ہے۔ یہ تو خود امریکن Banks نے کہا ہے کہ اس ملک کے سرمایہ داروں کے کھاتوں میں جتنا سرمایہ ہمارے ہاں جمع ہے اتنا ہم نے وہاں پر invest کیا ہے' ان لوگوں کو قرضہ دیا ہے۔ اپنے ملک کا سرمایہ تو باہر جا رہا ہے' بھاگ رہا ہے۔ فلائیٹ ہے سرمائے کی۔ ہمیں تو ایسا ہی کوئی نظام بنانا چاہئیے اور ایسی لوگوں کو یقین دہانی کرانی چاہیے کہ ہمارے اپنے لوگ اپنا سرمایہ لے کر یہاں آ جائیں۔ میں گذشتہ سال سعودی عرب گیا تھا اور وہاں کے جو top executive پاکستانی ہیں مختلف کمپنیوں کے' انہوں نے کہا کہ آپ اپنے ملک میں ہمیں استقرار دیں' استحکام دیں' مفادات اور خودغرضیوں سے بالاتر حکومت دیں تو ہم دس سال کے اندر اندر اس ملک کو' پاکستان کو جاپان کے level پہ لا سکتے ہیں اور انہوں نے کہا خود اگر پوری پاکستانی community

جو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے، امریکہ اور یورپ میں اور مڈل ایسٹ میں، جنہوں نے ان ممالک کو آباد کیا ہے، اگر وہ اپنا فن، اپنی مہارت اور اپنا سرمایہ لے کر آ جائیں تو یہ جو target ہے یہ achieveable ہے۔ جناب چیئرمین ہمارے اپنے ماہرین کہتے ہیں کہ پاکستانی community اپنے ساتھ باہر سے پانچ چھ سال کی مدت کے اندر اندر تین سو بلین ڈالرز کا سرمایہ لے کر آ سکتی ہے۔ اس کے لیے ضرورت ہے کہ اس کی منصوبہ بندی کی جائے۔ اگر ہمارے telecommunication بھی دوسرے لوگوں کے پاس ہوں، اگر ہمارے oil fields بھی دوسروں کے پاس ہوں۔ جناب چیئرمین مجھے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ قاضی صاحب میں آپ سے احترام سے گزارش کروں گا۔

قاضی حسین احمد۔ جی میں عرض کرتا ہوں، آخری بس، میں بالکل مختصر کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

قاضی حسین احمد۔ مجھے OGDC کے Officers ملے تھے، ان کی association کے لوگ، اور انہوں نے مجھے کہا کہ قادر پور میں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب جام کرار صاحب، point of order

قاضی حسین احمد۔ جی میں point of order پر کھڑا ہوں جناب۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں، میری بات۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ایک منٹ سن لیں۔۔

قاضی حسین احمد۔ جناب میں point of order پہ کھڑا ہوں اور میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جام کرار صاحب، بس ابھی ختم کرتے ہیں۔

قاضی حسین احمد۔ جناب چیئرمین قادر پور میں دو کھرب، دو سو ارب روپے کے oil fields ہماری حکومت نے پندرہ ارب روپے میں دے دیئے ہیں۔ ہم اس وقت یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ دو کھرب جس کی آمدنی ۹۵ میں شروع ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ قاضی صاحب، میں آپ سے پھر گزارش کروں گا۔

قاضی حسین احمد۔ جناب چیئرمین، ملک کو فروخت کیا جا رہا ہے، ملک کی تباہی ہو رہی ہے اور یہ ہمارے اوپر احسان جتا رہے ہیں کہ صنعتوں کو بیچ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ سے عرض میری یہ ہے۔ میری گزارش سنیں۔۔

قاضی حسین احمد۔ ملک کو زنجیریں پہنائی جا رہی ہیں، ملک کو بیچا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میری گزارش سنیں قاضی صاحب، عرض یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسا ہے (مداخلت) میری بات سنئے، آپ سب لوگ۔ میری بات سنیئے جناب، یہ مسئلہ ایسا ہے کہ یہ point of order پر نہیں چلے گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ بات آ گئی ہے جناب والا، اور میں اسے on record لانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ عبدالرحیم مندوخیل صاحب، بیٹھیں جناب۔ میری ایک منٹ بات سنیں، جناب آپ بیٹھیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا، میں کیوں بیٹھوں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اس لیے بیٹھیں کہ میں نے سن لیا دونوں کو، میں نے وہاں سے بھی سنا، قاضی صاحب کو سنا۔ سنیئے، اس مسئلے کو اگر اٹھانا ہے تو باقاعدہ طور پر اٹھائیے اور اس پر سارا دن بحث کیجئے۔ مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔

(مداخلت)

راجہ محمد ظفرالحق۔ یہ معاملہ اٹھا ہے تو اس پر ممبرز کو بحث کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں، نہیں۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ بحث کرنے دیں، کوئی حرج نہیں، پانچ پانچ منٹ بحث کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں، کیا بات کریں گے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ کوئی حرج نہیں' ایسے ہنگامہ ہوتا رہے گا' کیا فائدہ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کوئی قواعد بھی تو ہیں کچھ' کہ نہیں ہیں؟

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ انہوں نے مسئلہ اٹھایا ہے' لہذا ہم اس پہ اپنا نقطہ نظر ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ عبدالرحیم خان صاحب' آپ ---

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا' میری عرض ہے' میری بالکل باری بھی ہے' مجھے ایک منٹ آپ --

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اب دو صاحبان بول رہے ہیں' میں کس کی بات سنوں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں پہلے سے کھڑا ہوں' جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اچھا' آپ جناب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ ایک منٹ عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ دیکھئے میں آپ سے پھر عرض کروں گا'' میری بات سنئے' دیکھیں آپ کریں بات لیکن میری بات سن لیں ذرا۔ آپ سے' سب سے مودبانہ گزارش ہے۔ دیکھئے ہم نے House کو چلانا ہے' یہ مسئلہ اٹھا ہے' میاں ربانی صاحب نے اٹھایا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ جس نے اٹھایا' جواب مل گیا۔ میرے خیال میں' میری عرض ہے --- (مداخلت) مجھے بات تو کرنے دیں' عبدالرحیم خان صاحب' آپ بات نہیں کرنے دیں گے مجھے؛ دیکھیں' مجھے بات تو کرنے دیں گے آپ نہیں کرنے دیں گے؛ نہیں' بات تو سنیں ناں میری' میں اجازت دے رہا ہوں۔ آپ کو دو دو منٹ کی اجازت دے رہا ہوں' میری بات تو سنیں ذرا۔ آپ کوئی بات کرنے دیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہم کو یہاں rules اور procedure کو adopt کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے بہتر ہے' بالکل درست ہے' اہم مسئلہ ہے جو اٹھایا گیا ہے۔ یقیناً اس پہ بحث ہونی چاہئیے' جیسے راجہ صاحب نے فرمایا۔ ہونی چاہیے' مگر اس کو ہم طریقے سے اگر لائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے؛ سارا دن کیا' دو دن ہم اس پہ بحث کریں گے۔ جی

جناب شیخ صاحب۔ فرمائیے جی۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج Private Members Day ہے۔ ہم نے جان بوجھ کے یہ مسئلہ نہیں اٹھایا۔ ہم اپنا normal business کرنا چاہتے تھے' یہ ہمارے پاس Bills ہیں' قراردادیں' دوسری اور چیزیں ہیں جن کو ہم آگے بڑھانا چاہتے تھے۔ کیونکہ last time بھی ہم نے Private Members Day کا زیادہ وقت انہی پریشانیوں میں خرچ کیا ۔ اس دفعہ ہم چاہتے تھے کہ جو actual business ہے وہ کریں' لیکن یہ بات غلط اٹھائی گئی لہذا اب اگر بات اٹھائی گئی ہے تو ہمیں جواب دینے دیں ۔

شیخ رفیق احمد۔ جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں اور میری عرض یہ ہے کہ چونکہ اب یہ سوال جواب شروع ہو گیا ہے تو میں تو اس وقت بھی یہ عرض کرنے لگا تھا جب رضا ربانی صاحب نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ بھئی پوائنٹ آف آرڈر کی کچھ حدود ہوتی ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یقیناً ہوتی ہیں ۔

شیخ رفیق احمد۔ میں پچھلے تین چار اجلاسوں سے دیکھ رہا ہوں کہ یہاں پوائنٹ آف آرڈر ایک debate of stel کی بنیاد بنا لی جاتی ہے اور یہ ایوان کچھ کام نہیں کر سکتا۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔جناب فلور آپ نے مجھے دیا ہوا تھا یہ بیچ میں کہاں سے بولنا شروع ہو گئے۔ مجھے بات کرنے دیں ۔

شیخ رفیق احمد ۔ اسی لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں ' اگر آپ میری استدعا قبول کریں اس پوائنٹ آف آرڈر پہ اب تک جو کچھ ہو چکا ہے اس سارے کو rule out کریں ۔ جو تقریریں ہوئی ہیں ...

جناب آفتاب احمد شیخ۔واہ واہ کیا بات ہے ۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ یہ کیا بات ہوئی ۔ یہ کیسے سارا کچھ rule out ہو سکتا ہے ۔

شیخ رفیق احمد۔ پلیز ' میں بات کر رہا ہوں یہ کوئی طریقہ ہے آپ کا ' لیڈر آف دی

آپ ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ اتنا تو پتا نہیں کہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں یا لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شیخ صاحب مجھ سے بات کریں آپ۔

شیخ رفیق احمد۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں آپ۔ اول بات یہ تھی کہ ....

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ یہ کیا بات کر رہے ہیں؛

جناب ڈپٹی چیئرمین۔مندوخیل صاحب آپ مجھ سے بات کریں ان سے بات نہ کریں کوئی لڑائی کرنی ہے؛ لڑائی کرنی ہے تو باہر چلے جائیں لڑائی کریں جا کے۔ آپ مجھ سے بات کریں جو بات بھی کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ رفیق احمد۔ میں جناب والا بالکل مختصر بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں آپ کوئی ترتیب رکھیں۔ میں اکثر اوقات یہ دیکھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن تقریر کر لیتے ہیں اور اس کے بعد ان کے باقی ممبر تقریر کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔شیخ صاحب سب کو احساس ہے۔

شیخ رفیق احمد۔ میری عرض سن لیں ناں جی۔ یہ ہاؤس تو پھر اس طرح نہیں چل سکے گا۔ لیڈر آف دی ہاؤس یا لیڈر آف دی اپوزیشن تقریر کر لیں تو اس کے بعد اصولی طور پہ یہ بات ہوتی ہے کہ اس پارٹی کے باقی ممبر بات نہیں کرتے یا تقریر نہیں کر سکتے۔

راجہ محمد ظفرالحق۔میں نے تو تقریر نہیں کی۔

شیخ رفیق احمد۔میں پچھلے چار پانچ دن کی بات کر رہا ہوں۔ تو سر اگر آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو ایک debating arena میں تبدیل کرنے کی گنجائش سمجھتے ہیں تو پھر ایک اس طرف سے بلوائیے اور ایک اس طرف سے بلوائیے۔ ہم بھی اس میں بہت سی باتیں کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔شیخ صاحب میں بڑے احترام سے عرض کروں گا کہ یہ بات سب سے پہلے آپ کی طرف سے چلی ہے۔

شیخ رفیق احمد۔ میں یہ نہیں کہہ رہا لیکن اگر اس طرف سے ایک تقریر ہو گئی ' اپوزیشن کی طرف سے ' تو اب ادھر سے کسی کو موقع دیں ۔ بہت سے ممبران بولنا چاہتے ہیں ' میں بولنا چاہتا ہوں۔ تو ایک ممبر کو ادھر سے اجازت دیجئے اور ایک ادھر سے اجازت دیجئے ۔ یہ نہیں ہونا چاہئیے کہ چار آدمی ادھر سے بولیں گے تو پھر debate ساری practically ختم ہو جائے گی پھر آپ اس طرح کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں آج ممبران کا اپنا دن ہے ۔ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے ۔ آپ کا دن ہے آپ کے بزنس کا دن ہے ۔ آج آپ نے اپنا بزنس لانا ہے ۔ تو مہربانی فرمائیں اس میں افہام وتفہیم کیا ہو سکتی ہے لیکن اختصار سے کام لیجئے ۔ شیخ آفتاب صاحب آپ بولیں دو منٹ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔پانچ منٹ دیں مجھے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پانچ منٹ نہیں دو منٹ دیتا ہوں میں ' شیخ صاحب میں ادب سے عرض کرتا ہوں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔پانچ منٹ تو آپ نے ان کو بولنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ قاضی صاحب نے کافی تفصیل سے بات کر لی ہے اور کافی تفصیل سے جواب دے دیا ہے ۔ اب بات کرنے کی اخلاقاً گنجائش نہیں ہے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔بات یہ ہے جناب والا کہ ....

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ قاضی صاحب کی بات کے بعد اخلاقاً بات کرنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا پہلے ہی وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں اب انہوں نے کیسے بولنا شروع کر دیا ہے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے شیخ صاحب کو فلور دیا ہوا ہے ۔ میں نے شیخ صاحب

کو فلور دیا ہے آپ بیچ میں کیسے بول پڑے ہیں ؛ میں نے شیخ صاحب کو فلور دیا ہے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ آپ نے گجکی صاحب کو موقع دے دیا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کس نے دیا ہے موقع ؛ وہ خود ہی بول رہے ہیں میں نے ان کو نہیں دیا فلور ۔ میں نے ان کا نام نہیں پکارا ۔ شیخ صاحب آپ بات کریں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میری عرض یہ ....

جناب منظور احمد گجکی۔ میں ایک بڑے اہم نکتے پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ فی الحال تشریف رکھیں مجھے علم ہے اس نکتے کا ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میری عرض یہ ہے جناب والا کہ ایک خاتون وزیر تشریف لائیں امریکہ سے اور ان کے ساتھ ۸۰ بزنس مین تھے اور جیسا کہ اخباروں میں آیا ہے چار بلین ڈالر سے زیادہ کے معاہدے ، جس میں 16 business agreement اور تین bilateral statements of intent, Memorandoms of understanding , implementation agreements سارے کے سارے ، یہ بیٹھ کر sign ہوئے ہیں ۔ نہ تو پارلیمنٹ کو confidence میں لیا گیا نہ terms and conditions کا پتہ ہے ۔ معلومات کرنے سے جو بات سامنے آ رہی ہے وہ یہ آ رہی ہے کہ دراصل یہ پاکستان کی economy پر کنٹرول کرنے کا طریقہ اپنایا گیا ہے ۔ میری عرض یہ ہے کہ مجھے مولانا کی بات یاد آتی ہے انہوں نے ابھی فرمایا ......

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ قاضی صاحب نے ، قاضی حسین احمد صاحب نے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی آئی تھی تو سر تامس مور نے بھی رابطہ نورجہاں سے کیا تھا ، جہانگیر نے trade rights دینے سے انکار کر دیا تھا ۔ لیکن جب نورجہاں سے رابطہ کیا گیا تو پھر یہ rights assign کئے گئے اور اس کے بعد جو حشر ہوا وہ آپ نے دیکھا کہ یہ خطہ جو ہے غلامی کی زنجیروں میں سالوں ، صدیوں جکڑا رہا ۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ سلسلہ جو ہوا ہے ہماری اطلاعات یہ ہیں کہ بالکل ایک solid رقم کی percentage یہاں سے باہر لے جانے کی اجازت دی گئی ہے اور جو rate وہ propose کریں گے energy کا اس ملک کے اندر وہ rate نافذ کیا جائے گا ۔ جو آسان cheap energy ہے اس کو انہوں نے avoid کیا

ہے - میری عرض یہ ہے کہ وہ ہماری economy سے کھیل رہے ہیں - ہمیں معاشی طور پر غلام بنانا چاہتے ہیں اور نہ پارلیمنٹ کو ۔ نہ سینٹ کو ۔ نہ نیشنل اسمبلی کو confidence میں لیا گیا ہے - یہ agreements جو ہیں یہ trap ہیں - یہ یہودیوں کا trap ہے - We are being traped by Jews. یہ وہ agreements ہیں مجھے یہ کہنا ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین- جام کرار صاحب -

Mr. Jam Kararruddin: Sir, according to the Rules and Procedures of the Senate that discussion should be held on the subject matter.....

Mr. Deputy Chairman: Sir you are .....

Mr. Jam Kararruddin: Whether the adjournment motion is under Rule 194, if they want to bring it in a proper manner, we will discuss it.

Mr. Deputy Chairman: You are educated people sitting over here, you are intellectual people sitting over here

آپ سب قابل احترام ہیں یہ آپ کا House ہے------

Mr. Jam Kararruddin: The House will be conducted in accordance with Rules and Procedures. This is no procedure.

جناب ڈپٹی چیئرمین-جناب منظور احمد گچکی -

جناب منظور احمد گچکی - میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ under Rule 216 کسی نکتہ اعتراض پر کسی کو بحث کی اجازت نہیں ہو گی - پہلی بات تو یہ ہے کہ جب آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں تو اگر proceedings میں کوئی غلطی ہو تو اس کی نشاندہی کی جاتی ہے - اس کے بعد کرسی صدارت پہ جو چیئرمین ہے وہ اگر سمجھتا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے تو کہے گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے اور اگر کہتا ہے کہ نہیں ہے ، جب تک وہ فیصلہ نہیں کرتا پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر تو دوسرا پوائنٹ آف آرڈر چل ہی نہیں سکتا according to the rules.

جناب ڈپٹی چیئرمین- نہیں چل سکتا ہے ٹھیک ہے شکریہ -

جناب منظور احمد گچکی۔ یہاں پر ہر کوئی کھڑے ہو کر کہتا ہے پوائنٹ آف آرڈر ، پوائنٹ آف آرڈر اور آپ کہتے بھی نہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ صحیح ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میری گزارش یہ ہے کہ رول ۲۱۶ بالکل واضح ہے ۔ یہ کوئی بات ہے کہ ہر بات پہ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں ۔ اس طرح تو ہم بھی بول سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ بجا کہہ رہے ہیں ۔ مندوخیل صاحب دو منٹ میں بات ختم کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا بات یہ ہے کہ ہم تو اپنے ایجنڈے کے مطابق جا رہے تھے لیکن گورنمنٹ پارٹی نے ایک مبارکباد حاصل کرنے کے لئے یہ مداخلت کی کہ انہوں نے بڑا کارنامہ کیا ہے کہ کل جب ہم نے صبح اخباروں میں پڑھا اور دیکھا کہ بڑا ایک جشن منایا جا رہا ہے اور ہمارے ملک کی وزیر اعظم ایک دوسرے ملک کے ایک وزیر کے ساتھ جیسے کہ وزیر اعظم اور وزیر اعظم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی بڑا معاہدہ ہو رہا ہے ۔ جناب والا میں اس میں دوسرے ساتھیوں کے خاص اس نکتے کی حمایت کرتا ہوں کہ آج یہ سرمایہ کاری کے بہانے کہ خارجی سرمایہ ہمارے لئے ضروری ہے mvestment کے ذریعے ایک ایسا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے کہ ملک کو فروخت کیا جا رہا ہے ۔ ابھی جب یہ لوگ ۴ بلین ڈالر کا کہہ رہے ہیں کہ ہم investment کریں گے اور آٹھ نو Projects میں ان کی ملکیت ہو گی ۔ ان کی ملکیت اور ان کی سروسز ہوں گی ۔ جو لوگ ان انٹرپرائزز میں کام کریں گے وہ ان کے سرونٹ ہوں گے ۔ اس کی economic side کو چھوڑ کے politically کیا نتائج نکلیں گے ؟ یہ exactly ایسا مسئلہ ہے جیسا کہ واقعی اس کی مثال ہم ایسٹ انڈیا کمپنی کی دے سکتے ہیں اور ابھی باقیوں کو بھی یہ invite کر رہے ہیں ۔ اس طرح ہماری او جی ڈی سی ' پی ٹی سی سب کچھ غیروں کے قبضے میں چلا جائے گا ۔ جناب والا ہم واضح طور پہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نہ صرف ہم مبارکباد نہیں دیں گے بلکہ اس عمل کی مذمت کریں گے ۔ کیوں کہ اس عمل سے آپ ملک کو فروخت کر رہے ہیں اور میں ایک محترم بزرگ کو یہ یاددہانی کراؤں گا انہوں نے تقریر

میں کہا تھا کہ ہم monopolists کے نمائندے نہیں ہیں، ہم مزدوروں کے، دانشوروں کے نمائندے ہیں ۔ آج یہ نہ صرف یہ monopolists کو ملک دے رہے ہیں بلکہ آپ imperialists کو دے رہے ہیں یہ بات ذرا نوٹ کی جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ بس جناب اب بزنس پہ آتے ہیں آرڈر آف دی ڈے۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔جناب والا مجھے دو منٹ بات کرنے کا موقع دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں جی، نہیں اب کسی کو میں اجازت نہیں دوں گا ۔ شکریہ چھٹی کی درخواستیں ۔

قاضی حسین احمد ۔جناب والا لیڈر آف دی اپوزیشن کو تو موقع دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔بس بات ہو گئی ہے ۔

قاضی حسین احمد ۔نہیں جناب لیڈر آف دی اپوزیشن کو بات کرنی چاہئیے ۔ راجہ ظفر الحق کو بات کرنی چاہئیے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔آپ تشریف رکھیں ۔

قاضی حسین احمد ۔نہیں جناب وہ بڑی پارٹی کے لیڈر ہیں وہ اپنا نقطہ نظر بیان کریں ۔ جناب والا لیڈر آف دی اپوزیشن اپنا نقطہ نظر بیاں کریں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔جناب آپ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب کو تقریر کرنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ بجائے تھرمل بجلی کے لئے اس طرح کے جو معاہدے کئے گئے ہیں یہ بالکل غیردانشمندانہ ہیں ۔ ہمارے ملک میں hydral generation کا کافی potential موجود ہے جو کہ ماہرین کی رائے کے مطابق ہم دوسرے ملکوں کو بیچ بھی سکتے ہیں اور تھرمل سے environmental pollution پیدا ہوگی اور اس کی generation cost بھی ایک روپیہ بچاس پیسے فی یونٹ ہے جبکہ hydel کی دس پیسے فی یونٹ پڑتی ہے اور اس سے environmental pollution کا کوئی خطرہ بھی نہیں ہوگا ۔ ہمارے پاس دیر، چترال، دریائے سندھ اور دریائے جہلم کی tributaries میں اتنا potential موجود ہے کہ اس سے کافی بجلی حاصل

کی جاسکتی ہے ۔ اس لیے جو معاہدہ کیا گیا ہے اس میں ہمیں کوئی عقل نظر نہیں آتی ۔

جناب احسان الحق پراچہ۔ جناب والا' جس point of order پہ اعوان صاحب نے Prime Minister کو مبارکباد دی ہے میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں اور تائید کرتے ہوئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ East India Company کا ذکر اب ۱۹۹۴ میں کرنا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی valid بات ہے ۔ جاپان کی جو ترقی ہے وہ American investment کی مرہون منت ہے ۔ جنوبی کوریا ترقی American investment کی مرہون منت ہے ۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا میں جتنی investment کی گئی ہے وہ American investment کی وجہ سے ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ جو الزام لگایا جا رہا ہے کہ American investment کا جو معاہدہ ہوا ہے۔اس سے امریکن کمپنیاں کسی طرح یہاں آ کر قبضہ کر لیں گی ' غلط ہے ' موجودہ دور میں کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اس امداد سے ملک کی ترقی ہوگی اور صرف امریکی امداد ہی نہیں بلکہ اس کے بعد برطانیہ' یورپ' اور جاپان سے اور investment ہوگی' ملک میں employmentopportunities پیدا ہوں گی اور تین سالوں میں بجلی کے بحران' جس کے متعلق روزانہ یہاں کہتے ہیں کہ جی load shedding ہو رہی ہے ' اس پر قابو پالیا جائے گا۔ اس لیے میں وزیر اعظم کو مبارکباد دیتا ہوں اور اعوان صاحب کی تائید کرتا ہوں اور واقعی یہ حکومت مبارکباد کی مستحق ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب مجھے بولنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی طرف سے اس موضوع پر بول چکے ہیں۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب والا' ایک ایسے موضوع کو ہمارے فاضل دوستوں نے چھیڑا ' اس میں کوئی شک نہیں وہ اپنی حکومت کو تبریک پیش کرتے ' سو دفعہ پیش کریں ' لیکن ہماری نگاہ میں وہ حرکت جو بہت مذموم ہے اس پر وہ تبریک پیش کرتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ وہ تبریک پیش کرتے ۔ ہمیں معلوم ہے جو ہمارا امریکہ سے معاہدہ ہوا تھا اور ہم نے بڈہ بیر میں امریکہ کو اڈہ دیا تھا تو جب یو U-2 جہاز پشاور سے اڑا تو امریکہ نے ہم سے نہیں پوچھا تھا اور ایک سپرپاور نے پشاور کو mark کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ وہ امریکہ کو

دولت کمانے کا موقع دیتے ہیں لیکن میرے صوبے کو محروم کر رہے ہیں جہاں وافر hydral power ہے جہاں دریا ہیں ' جہاں پانی ہے ' جہاں آبشاریں ہیں اور اس کی بجائے وہ امریکہ سے تھرمل بجلی کے لیے معاہدے کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں کہ اب بجلی پیدا ہوگی ' جناب اپنی بجلی کیوں نہیں بناتے ؟ کس نے منع کیا ہے ؟ یہ ہمارے ساتھ سراسر ناانصافی ہے ' سراسر الفاظ کی ہیرپھیر ہے ہم ا س معاہدے کی مذمت کرتے ہیں جس میں ہماری پاور کو انہوں نے مفلوج کرکے ایک غیر قوم کو جو تجارتی ہے ' جو اپنے مفادات کو دیکھتی ہے ' وہ ہماری security نہیں دیکھتی ۔ انہوں نے تو ابھی تک ہم پر پریسلر ترمیم مسلط کی ہوئی ہے ۔ انہوں نے تو ابھی تک ہمیں ایف ١٦ کی رقم بھی واپس نہیں کی ۔ ہم کس چیز کا جشن منائیں ۔ پہلے وہ ہماری رقم واپس کریں ۔ پھر اگر power generation کے لئے ان کا اتنا دل دکھتا ہے تو ہمارے پاس آئیں اتنا پانی ہے کہ پورے پاکستان کو بجلی مل جائے گی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ملک کی ایک اکائی کو اس سرمائے سے یا اس روزگار سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہم اس فعل سے امریکہ کو خوش کرتے ہیں ۔ ہم امریکہ کو اور کیا کرتے ہیں؟ امریکہ کیا چیز ہے؟ امریکہ تو وہ قوم ہے جو اپنے مفادات کو پیش نظر رکھتی ہے۔ اس نے خلیج کی اینٹ سے اینٹ بجائی ' اور وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہم اس لئے کوئی مبارکباد پیش نہیں کرتے بلکہ اس معاہدے کی ہم مذمت کرتے ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار ۔ جناب چیئرمین۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا۔ نہ کوئی بات اس کے حق میں کہہ رہا ہوں نہ مخالفت میں کہہ رہا ہوں۔ لیکن اتنا کہتا ہوں کہ اس کو پارلیمنٹ میں discuss کیا جائے' کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ لیکن discuss کرنے کا طریقہ ہوتا ہے ۔ اسے طریقے سے لایا جائے اور پھر میں کہتا ہوں سارا دن ہاؤس میں discuss کریں۔

جناب یحییٰ بختیار۔ مگر یہ قاضی صاحب کا کہنا۔

گُل کو باغ میں جانے نہ دیجیو
ناحق خون پروانے کا ہو گا

امریکہ آ گیا تو ہم کو خرید لے گا۔ کوئی نہیں خرید سکتا ہمیں ۔ اس پر آپ نہ سوچیں۔ باقی بات یہ

ہے کہ یہ مسئلہ روزگار کا ہے۔ اور اس طرح ہمیں روزگار مل سکتا ہے ۔ ہمارے غریبوں کی مدد ہو سکتی ہے۔ تو کیوں نہ ہو؟ وہ زمانہ چلا گیا کہ کوئی invest نہ کرے ۔ مگر اس کو پارلیمنٹ میں discuss کریں۔ میری اتنی گزارش ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب میں مختصر طور پر اپنی گزارشات پیش کروں گا ۔ جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اس معزز ایوان میں کہ کوئی بھی معاہدہ ہو' اس کو ایوان میں لانا چاہیے۔ پارلیمنٹ سب سے مقدس ادارہ ہے ۔ نمبر دو بات یہ ہے کہ یہ ہماری ماضی میں روایت رہی ہے کہ ہم سرمایہ تو باہر سے لاتے ہیں ۔ ایک طرف سے لاتے ہیں تو دوسری طرف سے منتقل کرتے ہیں ۔ یہ سلسلہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اربوں روپوں کے ہم قرضدار بنتے ہیں ۔ اپنا جو قومی سرمایہ ہے اس کو تو ہم باہر بھیج دیتے ہیں ۔ اور باہر سے قرضوں کا انبار لے کر یہاں آتے ہیں ۔ اور پھر جو شرائط ہیں وہ بھی عجیب و غریب ہوتی ہیں ۔ ان کے advisor اپنے ہوتے ہیں۔ اگر پاکستان میں ایک آدمی دس ہزار روپے لیتا ہے تو اس کی ایک لاکھ' ڈیڑھ لاکھ تنخواہ ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو اس طرح سے لیا جائے کہ ہم قومی سرمایہ کاری کی طرف جائیں۔ قومی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کریں اور یہ اپنے ملک کے اندر جو حکمران طبقہ ہے ' یہ جو جیبیں بھرتا ہے' لوٹ مار کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں غریبوں کو قرضدار بناتا ہے ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ اس طرح کروڑوں عوام قرضدار بنتے ہیں اور سیٹھ ' سرمایہ دار جو ہیں وہ ارب پتی بنتے ہیں ۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم ملک کو ترقی دے رہے ہیں ۔ کوئی ملک آپ دنیا میں بتائیں جو اربوں روپے قرض میں جکڑا ہوا ہو۔ ہمارا ایک ایک بچہ قرضدار ہے بلکہ جو پیدا ہو رہا ہے وہ بھی مقروض ہے ۔ اس طرح ہم کیسے economic power بنیں گے ۔ کیسے ہم جمہوری استحکام لائیں گے ۔ جب ہم تمام چیزوں کیلئے دوسروں کے محتاج ہوں گے۔ ہنر کے محتاج۔ علم کے محتاج۔ سرمایہ کے محتاج۔ بجلی کے محتاج۔ پرائمری سکول چلانے کے محتاج۔ یہ ہم کس طرح ملک چلا رہے ہیں۔ اس طرح ہم اپنے ملک کو کیسے خود انحصار بنائیں گے ۔ یہ ساری اہم باتیں ہیں ۔ اس پر ہمیں توجہ دینی چاہئیے۔ میں سب سے گزارش کرتا ہوں کہ اہم ترین بات یہ ہے کہ حکمرانوں کو سادہ زندگی گزارنی چاہیے۔ یہ لوٹ مار اور جیب بھرنے کا جو سلسلہ ہے ' اس کو ختم ہونا چاہیے اور اس ملک پر ترس کھائیں ۔ یہ طریقہ ختم ہونا چاہیے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا، میں نے بہت کوشش کی کہ قواعد کے مطابق آپ کو توجہ دلاؤں لیکن یوں لگتا ہے کہ نہ ایوان ماننے کے لیے تیار ہے اور نہ آپ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں تو ماننے کے لئے تیار ہوں، میں نے کہا کہ شروع کرتے ہیں۔ آپ صاحبان نہیں مانتے، میں تو مانتا ہوں ---

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب میری عرض سنیں۔ چوں کہ ایوان میں ایک ریت چلی ہے اور آج یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور خصوصاً" اس جانب سے ہمارے معزز رکن اور جماعت اسلامی کے لیڈر نے اپنی پوری detailed تقریر کی اور اپنی پوری پالیسی ہاؤس کے سامنے رکھی۔ اب ہمارا right establish ہو چکا ہے کہ ہم بھی exactly اس پر بات کریں اور اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ اگر یہ proper طریقے سے ہوتا تو بہتر تھا۔ لیکن چوں کہ ہم بھی اس کارروائی میں شامل ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ پہلی بات یہ ہے-----

اس لئے کہ یہ دنیا جو ہے یہ free economy کی دنیا ہے اور مجھے تو حیرانگی اس بات کی ہے کہ 2 سال پہلے یا 47 سال تک کچھ پارٹیاں ایسی تھیں، جن کا اوڑھنا بچھونا امریکہ تھا۔ جس کے ذریعے سے یہاں فنڈ لایا جاتا تھا، جن کی کتابیں خریدی جاتی تھیں اور اس بہانے ان کو ادائیگی کی جاتی تھی اور وہ لوگ امریکہ کے مفادات کے سب سے بڑے نگہبان تھے اور آج مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ ان کو کیا ہو گیا ہے یعنی یہ تو معاملہ ہی الٹا ہو گیا ہے۔ ہم جب کہتے تھے کہ امریکی سامراج مردہ باد تو ہمیں اس وقت یہ فتویٰ دیا جاتا تھا کہ یہ communist ہیں اور روس کے ایجنٹ ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ order in the House please ڈاکٹر ریحان صاحب۔ order in the House.

جناب منظور احمد گچکی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر دنیا نے ایک pattern لے لیا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ free economy پر دنیا چل رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں اور ظاہر ہے کہ ہم اس کو روک نہیں سکتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اختصار سے کام لیں تاکہ میں business شروع کروں۔ بقول آپ کے کہ میں ابھی business شروع کروں۔ ابھی میں کسی کو اجازت نہیں

دوں گا ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں کم از کم اس مسئلے پر حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بہت شکریہ جی۔ ابھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں ادب سے گزارش کرنا چاہوں گا۔ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں لیڈر آف دی ہاؤس سے اور آپ کے ذریعے سے اپیل کروں گا کہ یہ روایت ایوان کی رہی ہے کہ ایسے معاملات جب سامنے آتے ہیں تو حکومت اعلان کرتی ہے کہ ہاں ہم اس مسئلے کے اوپر آئندہ پوری بحث کریں۔ اس وقت بھی سرکاری پارٹی کے ساتھ جو شکایات ہیں ہم چاہتے ہیں کہ حکومت مان لے اور اسی ہفتے اسی issue پر full بحث کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تو وہ میں نے آپ سے گزارش کی ہے ۔ اس پر debate جاری رکھیں اور move کریں ۔میاں ربانی صاحب کرتے ہیں ' آپ کرتے ہیں ۔ لائیں اس پر بحث کریں ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ لیڈر آف دی ہاؤس کا فرض ہے کہ وہ سرگوشیاں کرنے کی بجائے اس مسئلے پر غور کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی آپ تشریف رکھیں۔ جی جناب مندوخیل صاحب۔

He is not in the Chair, I am in the Chair. You have to talk to me. Don't talk, I will not allow you, please.

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ میں گچکی صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے کہا کہ امریکہ کے ساتھ ہمارے تعلقات بڑھنے چاہئیں ۔ میں بھی کہتا ہوں کہ بڑھنے چاہئیں۔ ہماری طرف سے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ ہمارے ملک میں مفت بجلی پیدا نہ ہو ۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاں سستی بجلی پیدا ہوتی ہے Hydral Power اگر ہمارا پروگرام ہے تو -------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ساری بات ہو گئی جناب ساری بات ہو چکی ہے دہرانے سے کیا فائدہ؛ آپ تشریف رکھیں۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔اور اس کے خدشات سے لوگ ڈرتے ہیں، عوام ڈرتے ہیں۔ امریکہ ایک دم مہربان کیوں ہو گیا ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی اب درخواستیں جی۔ برائے مہربانی آپ بیٹھ جائیں ۔ میں اب اجازت نہیں دوں گا۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ میں مختصر عرض کروں گا۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں اب اجازت نہیں دوں گا۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں ۔

مولانا عبدالستار خان نیازی نے علالت کی بناپر مورخہ ۲۵ تا ۴ اکتوبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین :۔ سردار یعقوب خان ناصر نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۵ سے ۲۲ ستمبر تک اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کی ایوان سے رخصت کی اطلاع کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟ ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین :۔ جناب شہزاد گل صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ ۱۹ تا ۲۰ ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست دی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟ ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین :۔ سید مزمل شاہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۲ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی

درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟ ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین :۔ مخدوم شہاب الدین صاحب وزیر مملکت برائے خزانہ اسلام آباد سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے آج اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے ۔ اس لئے ان کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟ ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین :۔ شکریہ جناب۔ اب adjournment motions جی اقبال حیدر صاحب آپ تشریف لے گئے تھے ۔

سید اقبال حیدر ۔ میں جناب گزارش یہ کرنا چاہتا تھا ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی حافظ صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب والا! ہم یہاں اجلاس میں آ رہے تھے تو ہم نے راستے میں دیکھا کہ ہماری صحافی برادری اپنے مطالبات کے حق میں تقاریر کر رہی تھی ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ ساری باتیں ہو چکی ہیں ۔

سید اقبال حیدر۔ یہ باتیں ہو چکی ہیں ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب والا! آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں کیا عرض کرنے لگا ہوں ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ویسے ساری باتیں پہلے کہی جا چکی ہیں ۔

حافظ حسین احمد ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب ہم وہاں پہنچے تو میں نے پہلی بار دیکھا کہ ہمارے صحافی بھائی تقاریر فرما رہے تھے ۔ ان کی تقاریر بڑی اچھی تھیں ۔ وہاں پر انور سیف اللہ صاحب اور اقبال حیدر صاحب تشریف لائے اور حکومت کی طرف سے انہیں کچھ یقین دہانی کرائی ۔ وہاں پر ہماری information کے بارے میں سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین سید اشتیاق اظہر صاحب بھی تشریف فرما تھے ۔ اس سلسلے میں ، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی یقین دہانی انہوں نے ہماری درخواست پر اور ان کی درخواست پر کرائی ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ

اسے اقبال حیدر صاحب ہاؤس میں دہرائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ وہاں ہاؤس کی طرف سے ہی گئے تھے۔

حافظ حسین احمد۔ اسی لئے میں گزارش کرتا ہوں جو بھی یقین دہانی انہوں نے وہاں کرائی ہے' اس سے ہاؤس کو بھی آگاہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے تھے ورنہ وہ تو ہاؤس کو بتا رہے تھے۔

سید اقبال حیدر۔ حافظ صاحب مجھے یہ اعزاز دینا نہیں چاہتے کہ میں ان کے مطالبہ کے بغیر بھی ان کی خواہشات پوری کروں۔

جناب والا! جس طرح سے تمام اراکین نے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے' اس تشویش میں حکومت بھی پوری طرح شامل ہے۔ میں نے وہاں پر اپنے working journalists بھائیوں کو بالکل واضح طور پر بتایا ہے کہ آپ کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ ہم آپ کے خلاف کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے جو کہ قابل اعتراض ہو اور آپ کے لئے نا قابل قبول ہو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت تک نئے Wage Board کی تشکیل نو کا notification جاری نہیں ہوا ہے۔ جب یہ جاری ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ہم ان کو مطمئن کریں گے۔ اس سلسلے میں' میں نے اپنے صحافی بھائیوں کو یقین دلایا ہے کہ ہم بدھ یا جمعرات تک اس پر کوئی حتمی فیصلہ کر لیں گے۔ کیونکہ آج ہی جناب خالد کھرل صاحب ملک سے باہر گئے ہیں۔ وہ پرسوں واپس آئیں گے تو اس کا فیصلہ کریں گے۔ ہماری اس یقین دہانی پر ہمارے صحافی بھائیوں نے آج کا احتجاجی مظاہرہ ختم کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے working journalists کو ضرور مطمئن کریں گے۔ ان کی قربانیاں اور role نا قابل فراموش ہے۔ اس کو ہم قطعاً نظر انداز نہیں کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جناب خالد کھرل صاحب پہلے بھی ایک دفعہ بیان دے چکے ہیں۔ نثار عثمانی صاحب ہمارے لئے انتہائی قابل احترام شخصیت تھے۔ ہم ان کی روح کو اور نہ ہی ان کے ساتھیوں کو مایوس کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں اشتیاق اظہر صاحب اور وزیر قانون صاحب کا شکر گزار

ہوں کہ وہ صحافی بھائیوں کے پاس تشریف لے گئے اور صحافی بھائیوں سے مکالمات کے بعد وہ اچھے نتائج لے کر ہاؤس میں آئے ہیں ۔ اس سلسلے میں ' میں آپ کا اور سید اشتیاق اظہر صاحب کا شکر گزار ہوں ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب والا! یہ کون سی جمعرات کی بات کر رہے ہیں؟ میں عرض کرتا ہوں کہ کوئی سال ' مہینہ یا کوئی تاریخ بتا دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ۲۹ ستمبر کی بات کر رہے ہیں ۔

سید اقبال حیدر۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۴ کی بات کر رہا ہوں ۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ تحریک التوا نمبر 4-A' جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔

1) RE; DAMAGE DONE TO THE PAT FEEDER CANAL

Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhel: I move that the proceedings of the House be adjourned to discuss on matter of the urgent public importance, that the Pat Feeder Canal was almost destroyed during the torrential rains and floods in the last week of July, and the first week of August, 1994, as the said canal suffered 102 breaches, ranging between 200 to 600 feet each.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ حکومت کی طرف سے اس کاکون سے وزیر صاحب جواب دیں گے؟ Is it being opposed orot?

شیخ رفیق احمد۔ کیا یہ Water and Power کے بارے میں ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں ۔ یہ Patfeeder Canal میں جو breaches پڑے تھے ' اس کے بارے میں ہے ۔

شیخ رفیق احمد ۔ سندھ میں flood کے بارے میں ' اس قسم کی ایک تحریک رضا ربانی صاحب کی بھی ہے ۔ اگر آپ ان کو دونوں کو bracket کر سکیں تو یہ دونوں ایک ہی debate میں نمٹائی جا سکتی ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ان کی تحریک خصوصی طور پر Petfeeder Canal کے حوالے سے ہے۔ یہ ایک بالکل علیحدہ subject پر تحریک التوا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ ایڈجرنمنٹ موشن ہے۔ اس پر منسٹری آف واٹر اینڈ پاور سے ایک پالیسی سٹیٹمنٹ آیا ہے۔ اگر وہ سٹیٹ منٹ سن لیں اور اس سے مطمئن ہوں۔ تو پھر اس ایڈجرنمنٹ موشن کو پریس کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ سن لیں۔ سن تو لیں انہوں نے آپ کو بتانا تو ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا ایک ایڈجرنمنٹ موشن ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ آج ملا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ سندھ، پنجاب، بلوچستان سب سے متصل ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ پانچ سات ہیں وہ سب اکٹھے آرہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا اگرواپڈا کے متعلقہ منسٹر یہاں ہوتے تو زیادہ بہتر تھا۔

سید اقبال حیدر۔ سر پھر اس کو ملتوی کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔۔اس کو پھر ملتوی کردیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ اس حوالے سے یہ بحث کے لیے بڑا اہم ہے۔ جناب والا یہ ایسا مسئلہ ہے۔جس کا تعلق ہماری زندگی سے ہے۔ ایسا ہے اور بڑا اہم ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اتنا اہم ہے تو یہ ہاؤس میں آیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ تو اس پر ہاؤس میں بحث بالکل ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ اگر کوئی پالیسی سٹیٹ منٹ دے بھی دے تو اس کے باوجود اس کی اہمیت ایسی ہے۔ وہ پالیسی سٹیٹ منٹ دے دیں۔ جناب والا میں اس پر stress کروں گا کہ اس ایڈجرنمنٹ موشن کو بحث کے لئے رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ملتوی نہیں کرنا چاہتے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ defer نہیں کرنا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ چلیئے سنا دیجئے۔

سید اقبال حیدر۔ defer کردیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں کرتے۔ جناب آپ سنا دیجئے۔

سید اقبال حیدر۔ اچھا۔ یا ایسا کرلیں کہ پالیسی سٹیٹ منٹ سننے کے بعد آپ فیصلہ کرلیں۔ سر اس میں جو حقائق ہیں وہ ہیں۔

Patfeeder Canal was badly damaged due to heavy rains and consequent floods taking place in Patfeeder area during the last week of July and the first week of August, 1994. The right bank of Patfeeder Canal had suffered breaches at 52 locations due to onslaught of hill torrents of Murre Bugti range. The left bank of the canal breached at 62 places due to high flood flow entering into the canal, which was much more than its capacity. In order to look into the problem of flood damage and available options for avoiding similar recurrence, the President during his two days visit to Balochistan chaired a meeting on the subject of Patfeeder flood damage on August 18, 1994 at Quetta. The meeting was attended by the Governor, the Chief Minister, Chief Secretary, Additional Chief Secretary, the Government of Balochistan's Special Secretary Water and Power, Managing Director Water and Power, Managing Director NESPAK and other experts. There was a consensus that the breaches of embankment in the area were not caused due to any foul play. After detailed discussions the following recommendations were made.

An option envisaging combination of dispersion strength permitting profitable utilization of flood waters in the hilly area combined with the adequate strengthening of the right embankment Patfeeder for exceptional high floods, and

Federal Flood Commission will coordinate for finalizing the designed parameters. Efforts would be made by WAPDA and the Federal Flood Commission to convince the Asian Development Bank to include financing for the construction of dispersion structure either under the Patfeeder Canal Project or under the flood protection sector projects. both being currently financed by ADB.

The President indicated that, in case, ADB does not agree, despite all efforts, the Federal Government should finance the proposed rupees hundred and twenty five million project. The President alsodirected that the construction of the dispersion structure should be completed in a period of one year. Theserecommendations were brought to the notice of the Prime Minsiter through a summary by this Ministry dated 31st August, 1994 The Prime Minister has been pleased to approve these recommendations. The Federal Flood Commission and WAPDA will undertake studies and planning of such work that would emerge from the approved recommendations, Sir. Now all these recommendations are being implemented to prevent recurrence of unfortunate situation.

In view of this statement, since the Government has already taken a major decision towards this, I hope, the honourable member will not press his motion.

جناب ڈپٹی چیئرمین - جناب مندو خیل صاحب -

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب چیئرمین ! یہاں ایسے تو مجموعی طور پر سیلاب آیا ہے اور پھر پٹ فیڈر کینال کی اہمیت ہمارے لئے معاشی اور زرعی طور پر بہت ہے اور پھر اس کے کئی دوسرے بھی پہلو ہیں۔ لیکن اس میں انہوں نے جو یہاں ذکر کیا ہے کہ رائٹ بینک کینال کی بگٹی area یا دوسرے areas سے ندیاں آئیں - جناب والا ! یہ معاملہ اتنا اہم ہے اور حکومت نے بریت کا اعلان کیا ہے -

جبکہ جناب، کینال کا ڈیزائن انہوں نے ایسا بنایا ہی نہیں تھا کہ پہاڑی ندیاں جو ہیں جن کو رود کوہی کہتے ہیں، اس کے لئے، اس کے دباؤ کو روکنے کے لئے آپ نے انتظامات کیوں نہیں کئے تھے؟ اتنا اہم مسئلہ تھا۔ یہ 52 خود تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اخبارات میں واضح طور پر جناب والا! آیا ہے کہ ۱۰۲ breaches، ہر ایک، جہاں کینال ٹوٹ گیا ہے ۲۰۰ سے ۶۰۰ فٹ تک، یعنی ۴۰۰ فٹ کے معنی ہیں دو سو گز تک، اب باقی جو علاقوں کو، گاؤں کو مالی طور جو نقصان ہوا ہے، انسانی طور پر زرعی طور پر، جو نقصان ہوا ہے اس کے علاوہ فیڈر کو نقصان ہوا ہے۔ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس پر ہم ضرور بحث کریں گے۔ جو انہوں نے یہاں دلائل دیئے ہیں وہ غلط ہیں۔ کہ ویسٹ سائیڈ سے وہاں بینک کے رودکوہی آرہی ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں، پالیسی سٹیٹمنٹ میں، کہ کوئی خاص لفظ انہوں نے انگریزی کا استعمال کیا ہے کہ ایسی کوئی خاص بات نہیں ہوئی ہے۔ جناب والا! ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک اہم ہمارا canal ہے اور اس کی designing اور پھر اس کی protection کا سسٹم ایسے حالات، میں اس کے اتنے نقصانات اور اس کے بعد ابھی تک، انہوں نے کہا ہے کہ ہر جگہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ ابھی صدر صاحب ڈیرہ غازی خان کے لئے اعلان کرتے ہیں۔ اس دن راولپنڈی کے لئے آیا ہے۔ کہیں پسند ہے ہر جگہ کے لئے آئے۔ وہاں کہا ہے کہ پانچ ارب کا ایک پیکج آئے گا۔ ابھی کل پرسوں راولپنڈی کے لئے package آیا ہے۔ کیا آپ نے ہمارے تمام صوبے کے لئے اور پھر بالخصوص پٹ فیڈر کے لئے کسی پیکج کا اعلان کیا ہے؟

جناب چیئرمین! مسئلہ یہ ہے کہ اس میں صرف کاغذات میں اندرونی طور پر ایک محکمے نے سفارش کی کہ یہ ہوگا۔ موجودہ اے ڈی پی میں یہ کہتے ہیں کہ دیکھیں گے۔ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ پانچ ارب فلاں جگہ کے لئے، اتنے ارب فلاں جگہ کے لئے، اتنے ارب فلاں جگہ کے لئے، آسکتے ہیں، پٹ فیڈر کے لئے نہیں آسکتے؟ اس لئے جناب والا! یہ اہم مسئلہ ہے۔ اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔ جناب والا! یہ admissible ہے۔ یہ urgent and public importance کا مسئلہ ہے۔ ایک اہم مسئلہ، بالخصوص حالیہ وقوع پذیر ہے۔ جس دن یہ ہوا ہے یعنی جس ہفتے، اسی وقت

ہم نے ایڈجرنمنٹ موشن پیش کیا ہے۔ تو اس کو جناب والا آپ Admit کرکے بحث کے لئے رکھیں۔ اور اس ہفتے بحث ہو جانی چاہئیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب مندوخیل صاحب! آپ سے میں عرض کروں کہ تین چار موشنز اور ہمارے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ ہم بحث ان کو club کرکے کرائیں گے۔ مگر اس موشن میں گورنمنٹ کے views کو سن کر میں سمجھتا ہوں کہ کوئی گنجائش نہیں رہتی ....

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جناب والا! عرض سنیں ......

(وقفہ)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے لیکن اگر ہاؤس اجازت دے تو --- اقبال حیدر صاحب اگر آپ پروفیسر صاحب کو اجازت دینا چاہیں تو ..

سید اقبال حیدر ۔ ان کا موشن بہت دقیق ہے، پھر وہ کہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ بات یہ ہے کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جو منسٹر نہیں ہو گا تو آپ اس کا جواب دیں گے، یہ آپ نے ہاؤس میں وعدہ کیا تھا۔

سید اقبال حیدر۔ جواب دینے سے تو میں اجتناب نہیں کروں گا۔ لیکن شاید آپ کی تسلی نہ ہو میرے جواب سے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کب تک مہلتیں مانگتے رہیں گے۔

سید اقبال حیدر ۔ میں تو جواب دینے کے لئے تیار ہوں اگر آپ کہتے ہیں---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔اس کے بعد نمبر ۱۱ ہے جی، یہ آپ پڑھ دیں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ ۱۱ نمبر جناب میں اس سے پہلے پڑھ چکا ہوں اور اس میں وزیر صاحب نے جو بیان دیا تھا..

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ یہ تو پڑھا جا چکا ہے۔ گچکی صاحب نے بھی پڑھا ہے، پروفیسر صاحب آپ نے پڑھ دیا ہے، گچکی صاحب کو پڑھ لینے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ اگر دوبارہ آپ لے رہے ہیں تو میں بھی پڑھ دیتا ہوں۔ جناب چیئرمین ! میں اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التوا پیش کروں۔

Mr. Deputy Chairman: I shall be highly obliged if the order is restored in the House please.

ii) RE: ALLEGED ATTACKS MADE ON THE HOUSES OF REPORTERS OF THE NATION AND THE PULSE INISLAMABA.

پروفیسر خورشید احمد۔ اسلام آباد میں ایک ہی روز روزنامہ نیشن اور ہفتہ روزہ PULSE کے صحافیوں کے گھروں پر حملوں سے آزادی صحافت اور امن عامہ کے حوالے سے نہایت سنگین صورتحال پیدا ہوگئی ہے۔ دارالحکومت میں آزاد اخبارات کے صحافیوں پر حملے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کوئی بھی شہری محفوظ نہیں ۔ یہ ایک اہم اور قومی اہمیت کا فوری مسئلہ ہے لہذا سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب گچکی صاحب آپ پڑھ لیجئے۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ مورخہ ، ستمبر ۹۴، کو روزنامہ مسلم اسلام آباد کے مطابق، اسلام آباد پولیس نے صحافیوں کے ساتھ بداخلاقی کا مظاہرہ کیا، ان کے کارڈ دکھانے کے باوجود تنگ کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ صحافی اس ملک کے معزز شہری ہیں ان کی بے عزتی اور ہتک ناقابل برداشت ہے۔ اس لئے ضابطے کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی وزیر صاحب۔

Mr. Ghulam Akbar Lasi: Opposed.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب آپ کچھ فرمائیں گے جی۔نماز مغرب کے لئے ۲۵ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(برائے نماز اجلاس ملتوی ہوا)

(بعد نماز مغرب اجلاس زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین دوبارہ شروع ہوا)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب حزب اقتدار کی سیٹوں کو دیکھیں کیا صورت ہے کوئی وزیر نہیں ہے کوئی سنیٹر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کوئی کبیر نہیں کوئی وزیر نہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ نہ کبیر ہے نہ وزیر ہے نہ فقیر ہے۔ کس طرح ہاؤس چلانا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں ابھی آ جائیں گے اپنے چیمبرز میں ہیں۔ پہنچ جائیں گے۔ جناب آپ کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میں اس پہ بول رہا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پڑھ دیا ہے آپ نے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جی میں نے پڑھ لیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ارشاد۔

جناب منظور احمد گچکی۔ کیا کوئی اس کو oppose کرے گا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آ جائے کوئی تو دیکھتے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میرے خیال میں oppose کیا ہے وزیر صاحب نے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کیا آپ نے oppose کیا تھا جی؟

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔ جی میں نے oppose کیا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ انہوں نے oppose کیا تھا۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا۔ میں اس کی admsibility پہ کچھ بولنا چاہوں گا ظاہر ہے کہ چونکہ یہ اہم مسئلہ ہے۔ اور جس وقت ہم نے یہ دیا تھا یہ بالکل تازہ واقعہ تھا اور یہ قطعی ایک مسئلہ ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ ایک ایسے حساس طبقے کے بارے میں ہے جس کو ہم

fourth pillar کہتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا کہ یہ قاعدہ 75 کے تمام sub clause کو اگر پڑھیں یہ qualify کرتا ہے ، اور پھر یہ ہے کہ اگر اس قسم کے واقعات رونما ہوں تو اس میں نہ صرف یہ کہ صحافت کی دنیا میں بھی اس کا اچھا اثر نہیں لیا جاتا بلکہ یہ حکومت کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صحافیوں کو تحفظ دے۔ صحافت کے بارے میں جناب والا ' میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ایسے بہت سارے واقعات ہونے ہیں گزشتہ حکومتوں میں بھی اس سے پہلے بھی' اور جب کہ موجودہ حکومت یہ سمجھتی ہے اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ صحافیوں کو تحفظ دے اور ظاہر ہے کہ جب صحافی رات کو نکلتے ہیں اپنے papers وغیرہ سارے مکمل کرکے printing کے لئے دے کر جب جاتے ہیں تو وہ تین چار بجے صبح وہ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں ۔ اور اگر مستقل ان کے ساتھ یہی رویہ رکھا گیا پولیس کی طرف سے تو یہ کوئی صحیح عمل نہیں ہے ۔ میں حیران ہوں کہ وزیر صاحب نے واقعی اس کی مخالفت کی ہے یا technical grounds پر اس کی مخالفت کی ہے ۔ اگر technical grounds پر اس کی مخالفت کی ہے تو technicality کے لحاظ سے تو یہ qualify کرتا ہے ۔ اور اگر انہوں نے generally اس کی مخالفت کی ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کے حق میں جانے گی ۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پر بحث کی اجازت دی جانے شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جی جناب ارشاد فرمائیں ۔میرے خیال میں پروفیسر صاحب بھی ہیں جی جناب پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنا یہ حق تو محفوظ رکھتا ہوں کہ وزیر محترم اگر اس کی admissibility کے بارے میں کوئی قاعدے یا ضابطے کا اعتراض اٹھائیں گے تو میں اس کا جواب دوں وہ تو انہوں نےنہیں اٹھایا۔ صرف یہ کہا ہے کہ ان کو اعتراض ہے اور وہ اس کو منظور نہیں کرتے ہیں۔ میں جو اس وقت کہنا چاہتاہوں وہ یہ ہے کہ میری تحریک التوا، جو ہے من جملہ ان تمام دلائل کے جو میرے بھائی سنیٹر منظور گچکی صاحب نے دیئے ہیں اس کی ایک خاص اہمیت دوسری بھی ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ پہلے سرکاری بینچوں سے اس بات کا انکار کیا گیا کہ ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں ۔ اس کے بعد پھر میں نے in convertible evidence اس ایوان کے سامنے لا کر پیش کی جو واقعہ ہوا ہے ایک صحافی کا دانت ٹوٹا ہے ' جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ اس کی ناک کے اوپر

چوٹ آئی ہے ۔ وہ لہولہان ہوا ہے اور چار دن ہسپتال میں رہا ہے ۔ نیز یہ کہ یہ بات تو کہی گئی ہے ایوان میں کہ اس نے کوئی تحریری بیان دیا ہے یہ واقعہ نہیں ہوا یہ بات غلط ہے ۔ اس تمام چیز کے بعد وزیر موصوف نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مکمل انکوائری کرکے ایوان میں حقائق لے کر آئیں گے ۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کو oppose کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس کا یہ back ground موجود ہے ۔ اور بیک گراؤنڈ میں تو صرف ایک چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ اب وزیر موصوف کو وہ رپورٹ ایوان کے سامنے لانی ہے تا کہ دیکھ سکیں کہ وہ کہاں تک ایوان کو حقائق سے مطلع کر رہے ہیں اور کہاں تک نہیں کر رہے ہیں ۔ اگر نہیں کر رہے ہیں تو پھر ہم تحریک استحقاق لائیں گے ۔ اس طرح جناب والا! میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ میری تحریک کو انہوں نے کس بنیاد پر oppose کیا ۔ اگر کوئی ٹیکنیکل بات ہے تو وہ لائیں میں اس کا جواب دوں گا ۔لیکن بات ٹیکنیکل نہیں ہے substantive ہے اور substantive اعتبار سے اس ایوان میں یہ گفتگو ہو چکی ہے وزیر موصوف وعدہ کر چکے ہیں انہوں نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا تھا کہ ہو سکتا ہے مجھے غلط معلومات دی گئیں ہوں ۔ اسلئے میں اس کی تصحیح کروں گا اس لئے اس کو oppose کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔وہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ وزیر داخلہ موجود نہیں ہے وہ آئیں گے تو پوزیشن واضح کریں گے ۔لیکن یہ کہنا کہ وزیر صاحب oppose کر رہے ہیں یہ اخلاق کے خلاف ہے اور یہ اس ایوان کے استحقاق کے منافی ہے یہ میرا خاص پوائنٹ ہے جناب والا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔جی جناب ۔ آپ تو بول چکے ہیں ۔جی بولیں ۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ میں اس پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دو adjournment motions چونکہ Club کئے گئے ہیں اور چونکہ ایک ہی برادری کے بارے میں ہیں اس لئے انہیں club کیا ہے ۔ لیکن events دو ہیں ایک تو جرنلسٹ کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے جس کا دانت ٹوٹا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آپ نے پیپر میں بھی پڑھا تھا کہ right of police to insult people اور اس میں پورا واقعہ دیا ہوا تھا کہ جی زیرو پوائنٹ پر صحافی آئے ایک انسپکٹر موٹر سائیکل پر آیا اس نے جو ان سے پوچھا انہوں نے اپنے کارڈ دکھائے ' کارڈ کے بعد ایک ساتھی جرنلسٹ کی بیوی بھی موجود تھی تو پوچھا کہ جی یہ کون ہے تو انہوں نے کہا کہ جی یہ میری بیوی ہے یہ بھی جرنلسٹ ہیں تو کہا کہ یہ تو نہیں لگتی ہتک آمیز انداز میں ' یہ تو کینیڈین لگتی ہے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر law enforcing agency جو ہے اگر ان کا طریقہ کار یہ ہو۔ عوام کے ساتھ

ہتک آمیز طریقہ ہو اور خصوصاً جرنلسٹوں کے ساتھ جو رات کے چار بجے پانچ بجے اپنے گھروں کو جاتے ہیں تو پھر اس قسم کے واقعات بہت ہوں گے میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ دو واقعات ہیں ان دونوں واقعات کو انہوں oppose کیا ہے تو اگر یہ غلط ہے یہ واقعہ نہیں ہوا ہے زیرو پوائنٹ والا یا وہ واقعہ تو وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ نہیں ہوا ہے ۔تو اس کے لئے بھی ہمارے پاس دلائل ہیں اور پورا پریس موجود ہے اور اس کی رپورٹنگ بھی ہوئی ہے ۔تو میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اس کو واضح کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب آپ واضح کریں گے یا وزیر داخلہ صاحب کے لئے اٹھا رکھیں گے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد اصغر۔جی میرے خیال میں وزیر داخلہ کے لئے اٹھا رکھیں تو بہتر ہو گا کیونکہ انہوں نے ہی پہلے یہاں statement دی ہے جو میرے پاس رپورٹ ہے وہ شاید ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔درست ہے جی ۔پروفیسر صاحب پھر کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ ۔ کیا اس کو defer کر دیں؟

پروفیسر خورشید احمد۔وزیر داخلہ موجود نہیں ہیں ان کو موقع دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تو پھر اس کو defer کر دیں؟ (دونوں کو) ۔deferred جی adjournment motion کا ٹائم بھی ختم ہو چکا ہے اب آتے ہیں ہم جناب آئٹم نمبر ۲ on the agenda جی ارشاد۔

پروفیسر خورشید احمد۔ دراصل آپ سب اس سے واقف ہیں کہ اس وقت ہندوستان میں خصوصاً بمبئی کے علاقے میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے اور اس نے ایک ایمرجنسی کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے ۔میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ بمبئی سے کراچی جہاز بھی آ رہے ہیں سامان بھی آ رہا ہے ۔تو یہ movement جو ہے ہمارا فرض ہے کہ اس کا فوری طور پر ہم نوٹس لیں اور جو ایسے حالات ہیں ان کی روشنی میں ہمیں اقدام کرنا چاہئیے یہ نہ ہو کہ یہاں پر پہنچ جانے اور پھر ہماری آنکھیں کھلیں ۔ اس لئے یہ وقت ہے کہ گورنمنٹ اس کا نوٹس لے اور پاکستان کے شہریوں اور تمام مسافروں کی جو بمبئی سے گزر کر آ رہے ہیں ان کے اثرات سے

پاکستان کومحفوظ کرنے کے لئے فوری اقدامات کریں اس سلسلے میں ۔ چاہتا ہوں کہ اس کا بر وقت نوٹس لیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آج اخبار میں بھی تھا ۔جناب سید اقبال حیدر صاحب سن لیا آپ نے جو انڈیا میں طاعون کی مرض کے بارے میں تھا ۔ یہاں ایسا نہ ہو کہ یہاں بھی وہ آ جائے اس پر کیا اقدامات کئے ہیں گورنمنٹ نے؟ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں ۔

سید اقبال حیدر۔ میں یہ چاہوں گا کہ کوئی باوثوق بیان دینے سے پہلے Ministry of Health کو consult کر لوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی وہ حکومت کو متوجہ کر رہے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ لوگ آتے ہیں -----

پروفیسر خورشید احمد۔ اور یہ ایک قومی مسئلہ ہے، بلکہ انسانی مسئلہ ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بالکل صحیح ہے۔ یہ چھوت کی بیماری ہے ۔ جی جناب رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی ۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ Call Attention Notice آج آپ کریں گے یا پھر کل پر -----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ آپ پہ منحصر ہے، پھر وہی بات ہے ۔ جیسے چاہیں گے ہم ویسے ہی کریں گے۔ اگر ٹائم ہو گا تو ہم کر لیں گے۔ آپ کی اس بات کی طرف سب کی attentionمبذول ہو جاتی ہے اور یہ بھی بہت بڑی بات ہے کہ آپ کی بات کو سن تو لیا جاتا ہے ۔

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میرا بھی ایک Call Attention Notice تھا جس کا میں پورا ہفتہ انتظار کر کر کے مر گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اللہ اکبر۔ یہی تو ہے ناں جی۔ انتظار میں جو مزا آیا وہ کہاں پایا۔

میاں رضا ربانی۔ وہ تو شاید چیچنیا کے بارے میں تھا۔ یہ بڑا اہم Call Attention

Notice ہے سندھ کے سیلاب کی صورتحال پر ' تو میں چاہوں گا کہ آج اگر کچھ ٹائم آپ -----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی' آپ کا ہے' آپ بارہ بجے تک بیٹھیں ' ایک بجے تک بیٹھیں ' میں تو حاضر ہوں جناب ' آپ پر منحصر ہے' آپ بیٹھتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔

Mian Raza Rabbani: Sir the Chair is regulating the conduct of business of

Mr. Deputy Chairman: With your consensus.

آپ کے بغیر میں تو نہیں کر سکتا ناں جی۔ آپ سے پوچھ کر کروں گا۔

Mian Raza Rabbani: You mean, towards the end of the day, we can take it up. Thank you Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جناب امداد علی اعوان صاحب۔

جناب امداد علی اعوان۔انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ یہ Call Attention Notice ابھی آپ نہ لیں ' تو اب یہ کیسے divide کر سکتے ہیں کہ یہ ابھی لیں؛ وہ تو جب وقت آئے گا تو اس پر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ تو جاتے ہیں' وہ بھی جانتے ہیں اس چیز کو۔ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔میں interfere نہیں کرنا چاہتا لیکن under the rule ایک ہفتے میں Call Attention Notice آتے ہیں اور ہفتے کے بعد وہ lapse ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی' وہ lapse ہو جاتے ہیں ' ان کی میں نے تاریخ دیکھی تھی ۔جی' جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد ۔میں نے دیا ہے اور میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ کل آ جائے ' وہ تبلیغی جماعت کا جو گم شدہ گروہ کے بارے میں ہے میں گزارش کروں گا کہ وہ لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔بہتر ہے قاضی صاحب۔ جی جناب انور بھنڈر صاحب۔

Motion Under Rule 17(1)

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I beg to move that under rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 delay in the presentation of Report of the Standing Committee on Law, Justice and Parliamentary Affairs on the Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 1987, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved by Ch. Muhammad Anwar Bhinder that under Rule 171(1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 delay in the presentation of Report of the Standing Committee on Law, Justice and Parliamentary Affairs on the Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 1987, be condoned till today delay.

(The motion was carried)

REPORT OF THE STANDING COMMITTEE RE: P.P.C--LAID.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I present the report of the Standing Committee on the Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 1987.

Mr. Deputy Chairman: The Report stands presented.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ یہ جناب further consideration ہے۔ اس پر بحث ہو چکی تھی اور جناب نے اس کو ہاؤس میں leave کے لئے put کرنا تھا

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ جو Item No.4 ہے دیا ہے،

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جی ہاں جناب ۔ اس پر بحث ہو چکی تھی اور یہ بل oppose ہوا تھا۔ جناب نے for the vote of the House اس کو put کرنا ہے۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: I am not arguing any further, let the motion be put.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔

Syed Iqbal Haider: Honourable member cannot deny me the right to reply.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ آپ نے تو اس روز جواب دے دیا تھا۔

Syed Iqbal Haider: No. Sir, after the speeches made by the members. I would give the reply. Thank you, Mr. Chairman.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب انہوں نے جواب دے دیا تھا۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں سر میں نے نہیں دیا تھا۔

Mr. Deputy Chairman: O.K. Iqbal Haider, Law Minister Sahib.

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chairman.

اس کے اوپر ووٹنگ تو ہو نہیں سکتی۔ ابھی تو اس کے اوپر میں نے اپنی statement دینی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ چھوڑیں اس کو، آپ اپنی statement پڑھیں۔

Syed Iqbal Haider: Just a minute, Sir. I am just looking for my file, Sir. I am sorry, Sir. My file has been misplaced.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ فائل گم ہو گئی ہے ابھی نکال رہے ہیں وہ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی بھنڈر صاحب۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I want to bring to your kind notice Rule 83 (3).

"If a motion for leave to introduce the Bill is opposed, the Chairman after permitting, if he thinks so fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and the Minister opposing it, may without further debate put the question".

تو جناب میں نے ......

Syed Iqbal Haider: I have already been given permission.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ اور جناب فاضل وزیر قانون نے آپ ریکارڈ ملاحظہ فرمالیں اس کا جواب دے دیا تھا۔ اس کے بعد یہ put ہوتا ہے House کو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جواب دے دیا تھا انہوں نے ؟

Syed Iqbal Haider: No Sir.

نہیں دیا تھا سر۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ انہوں نے جواب دے دیا تھا سر۔

Syed Iqbal Haider: Sir, this is precisely what I am trying to convey to you Mr. Chairman, that after the submissions made by the honourable member that is our right to rebut all the apprehensions and misconceptions about the law and the amendment which has been moved by the honourable members is totally unnecessary and irrelevant. Sir, I will just submit in a minute that ......

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I would very humbly submit that he can't made the second speech.

Syed Iqbal Haider: No Sir, I am not making any second speech. I am only trying to exercise the right that you have very kindly conferred.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ لاءمنسٹر صاحب آپ تشریف رکھیں میں اب اس

کو ذرا put کرتا ہوں۔

Syed Iqbal Haider: No Sir, I have to make a few submissions.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ فائلیں یہاں سے وہاں اٹھا رہے ہیں - وہاں سے یہاں اٹھا رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں سر فائلیں نہیں اٹھا رہا ہوں میں صرف آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ میری۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نے کچھ بولنا ہے تو بولیئے

Ch Muhammad Anwar Bhinder: Sir, the question may be put to the vote of the House.

Syed Iqbal Haider: No Sir, I have just got the file. I will just try to convince the honourable member that the Bill is not necessary or in accordance with the Constitution.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Iqbal Haider Sahib let me follow the rules.

Syed Iqbal Haider: Sir, you have already given me the floor. You have very kindly allowed me to put my submissions. Please allow me to finish it within couple of minutes. I will not take more than the time that is required at all.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Iqbal Haider Sahib, the time has been consumed by you.

Syed Iqbal Haider: Sir, my intention is not to cause delay. Allow me to finish my submissions which will only take a minute or two, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Ch. Muhammad Anwar Bhinder has sought leave to introduce....

Syed Iqbal Haider: Sir, I am only saying that allow me to finish my submission which will only take two minutes.

(Interruptions)

Syed Iqbal Haider: But the Chair had allowed me. Sir, all I am saying that allow me to make my own submissions.

Mr. Deputy Chairman: You have made that Iqbal Haider Sahib. Rules are clear on the subject.

Syed Iqbal Haider: In three/four minutes, it will not make any difference, Sir.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Please sit down, Iqbal Haider Sahib. I can't allow you.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder has sought leave to introduce a Bill to fix the number of the Judges of the Supreme Court of Pakistan [The Number of the Supreme Court of Pakistan Judges Bill, 1994].

(Interruptions)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ایک منٹ آپ لوگ تشریف رکھیں۔ اس پہ ذرا ڈویژن کرنا پڑے گی۔

Those who are in favour of granting leave may please stand up. Order in the House, please.

Those against granting leave may please stand up.

Please count the number

(Pause)

Mr. Deputy Chairman: Against are 24 and in favour are 22.. Hence the leave has been refused. So, the motion is rejected.

Now I will again request Ch. Muhammad Anwar Bhinder to move item No.6.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I ask leave to introduce a Bill further to amend the Code of Criminal Procoedure, 1898,(Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1994).

Mr. Deputy Chairman: Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman Sahib, we abjde by the principles ... Their first Bill was totally wrong, so, we opposed and their second Bill as a gesture of goodwill and some compensation, we want to cooperate in legislation and I hope that the same gestures is extended by the Opposition tomorrow also and we will appreciate them. Sir, as a gesture of goodwill and cordiality I don't oppose this Bill.

Mr. Deputy Chairman: You don't oppose it.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : You please, then read the

next clause of the Bill.

Syed Iqbal Haider: Sir, its counting will have to be made.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No, Sir.

The Motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: The leave is granted. Now, you (Bhindar Sahib) please put the next.

THE CODE OF CRIMINAL PROCEDURE (AMENDMENT)

BILL,1994 (INTRODUCED).

Ch. Muhammad Anwar Bhindar: Sir, I introduce the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898(The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1994).

Mr. Deputy Chairman: It stands referred to the Committee.

Next Item No.8.

(THE REPRESENTATION OF THE PEOPLE(AMENDMENT)

BILL ,1994(INTRODUCED).

Ch. Muhammad Anwar Bhindar: Sir, I ask leave to introduce a Bill further to amend the Representation of People Act , 1876(The Representation of the People (Amendment) Bill, 1994).

Mr. Deputy Chairman: What do you say about it, Syed Iqbal Haider Sahib.

Syed Iqbal Haide: Sir, on merits, this Bill is objectionable but as a gesture of goodwill may be refared to the Committee because it relates to the

constituencies of the minorities and I would have appreciated if the honourable members had withdrawn this Bill but if he insists then it can be considered at the Committee stage. Let it be discussed. As gesture of goodwill we are not opposing it. We can legislate more Bills tomorrow also.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The leave is granted.

Next No.9.

Ch. Muhammad Anwar Bhindar: Sir, I introduce the Bill further to amend the Reprsentation of People Act, 1976 (The Representation of People (Amendment) Bill, 1994).

Mr. Deputy Chairman: Hence the Bill stands referred to the Standing Committee concerned.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, as far as the next motion is concrened, as a goodwill gesture, I will not move it.

Mr. Deputy Chairman: Very good. He will not move it, Withdrawn!

سید اقبال حیدر۔ اس کو defer کر دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ اس کو سٹینڈ نگ کمیٹی کو بھجوا دیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ اس کو next turn پہ defer کر دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ نہیں اسے کمیٹی کے حوالے کر دیں سپریم کورٹ کا اس پہ review ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ راجہ صاحب پھر اس کو صحیح طریقے سے put کریں پھر کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں

راجہ محمد ظفر الحق - کمیٹی کو بھیج دیں -

Mr. Deputy Chairman: The mover has himself said that it may be deferred, therefore, it is deferred.

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: The mover was very genevous.

Mr. Deputy Chairman: Item No. 12 for the discussion on the following moved by Mr. Yahya Bakhtiar on 3rd January, 1983.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, this House recommends that a high powered commission consisting of Ulemas, Jurists, representatives of women with a Judge of the Supreme Court of Pakistan as Chairman be set up to review all the existing laws promulgated through Ordinances during the last 15 years which affect the rights, living conditions and social and legal status of the Pakistani women.

جناب ڈپٹی چیئرمین - یحیٰ بختیار صاحب آپ اس پر بول چکے ہیں - مزید کسی نے بولنا ہے؟

Syed Iqbal Haider: Debate has to start on this.

جناب ڈپٹی چیئرمین- اس میں میرے پاس لسٹ موجود ہے جو پہلے بول چکے ہیں

May I tell you the list of Speaker is with me: Mr. Yahya Bakhfiar Sahib, Mr. Manzoor Gichki Sahib, Mr. Faseih Iqbal, he has been retired, Mr. Abdur Rahim Mandokhel, Mr. Jam Haji Kararuddin, Akhunza Behrawar Saeed, has been retired, Syed Ehsan Shah, Mr. Bashir Ahmad Tareen, and Ch. Abdul Ghafoor, Minister for Law, he has also gone.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ- جناب والا میں بھی اس پر بولنا چاہوں گا -

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کو میں بعد میں موقع دوں گا۔ مسٹر یحیٰی بختیار۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, this Resolution, which is pending before the House for nearly two years. I only want the Commission to be set up by the Chairman in consultation with the Chief Justice of Pakistan, the Leader of the House and the Leader of the Opposition, so that this Commission, this High Powered Commission, may be able to review all those laws particularly those laws made through Ordinances during the Martial Law, by General Ziaul Haque that is Muslim Family laws, Hadood Ordinances, Qanoon-e-Shahadat, and other Ordiances to be carefully studied, reviewed and examined whether they are inconsistent with the Injunction of Islam, with human rights. Because I feel that some of these laws are highly unfair to women and they don't give a good name to Pakistan. I don't want to go in the detials of the laws. Hadood Ordinance is known to everyone. Qisas and Diyat Ordinance is knownto everyone, Qanoon-e-Shahadat is known to everyone. You can't tell women, your evidence is not evidence, even if you are raped, You are not allowed to give evidence in the court. These are things whichneed to be considered. I don't say whether they are inconsistent with Islam or not but they have to be examined. So, Sir, I will request, I don,t want to go in further details. That this is very important to consider these laws. I say Ordinances, because the laws which are made by Parliament or the Assembly they are debated they are dicussed. These are never discused, these are never debated. They came through the fate of the dictator. So, I will reqeust that these should be reveiwed very carefully by this High Powered Commission. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much.

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا اس پر میں بھی بولوں گا ۔ لیکن اس پر آپ ہر ممبر کے لئے وقت مقرر کر دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بہتر یہی ہو گا ۔ میں پہلے نام لکھ لوں بولنے والوں کے ۔ آپ کتنا ٹائم رکھنا چاہیں گے ۔ دس منٹ ٹھیک ہے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ ٹھیک ہے دس منٹ ٹھیک ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اب نمبر ۲ پہ منظور احمد گچکی صاحب ہیں ۔ سید اقبال حیدر آن اے پوائنٹ آف آرڈر ۔

Syed Iqbal Haider: Sir, just to put the record straight let me inform this august House that the present Government does not oppose the resolution suggested by honourable member Mr Yahya Bakhtiar. We are not opposing this resolution and we are in favour of formation of a Committee on this...

Mr. Deputy Chairman: Let the people ....,

Syed Iqbal Haider: But since it is continuing for last two years and the previous Government had opposed it, therefore I want to clarify that our Government does not wish to oppose this resolution.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے اس پر بات ہو جائے تو بہتر ہے ۔ منظور احمد گچکی صاحب ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔ سب سے پہلے تو میں جناب یحییٰ بختیار صاحب کا مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا resolution move کیا جو وقت کی ضرورت ہے اور میں جناب اقبال حیدر صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے گورنمنٹ کی طرف سے یہ assurance دی ہے کہ گورنمنٹ اس بل کی مخالفت نہیں کرتی اور مجھے خوشی ہے اور یہ امید بھی تھی کہ گورنمنٹ اس کو oppose نہیں کرے گی ۔ جناب چیئرمین اس ملک میں

آرڈیننسز کی فیکٹری شروع ہو چکی تھی کسی زمانے میں اور مجھے لگتا ہے کہ وہ فیکٹری آج تک ختم نہیں ہوئی ۔ میں جناب والا یہ کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ جب ادارے موجود ہوں تو آرڈیننسوں کو لانا نہیں چاہئیے اور پھر ایسے آرڈیننس جو بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہوں ۔ جناب والا ایک طرف تو ہم آئین کو دیکھیں تو آئین میں آٹھ دس Clauses ہیں جن میں Fundamental Rights کے ہم بڑے چیمپئن بنے اور اس کے بعد جب ہم نے Human Rights کے Charter پہ دستخط کئے تو اس وقت ہم نے ان تمام Clauses کو پڑھ بھی لیا ہو گا یقیناً اس لئے دستخط کئے اور اس وقت اگر ہم اتنے reluctant تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ یہ تمام Clauses غلط ہیں تو پھر ہمیں دستخط نہیں کرنے چاہئیں تھے ۔ لیکن چونکہ یہ universally accepted ہیں اور ان کا تحفظ نہ صرف آئین پاکستان میں ہے بلکہ international forums میں بھی ان کا تحفظ ہر قوم اپنا فرض سمجھتی ہے ۔ جناب چیئرمین بدقسمتی یہ ہے کہ اس ملک میں چونکہ male dominated society ہے اور یہاں پر بدقسمتی یہ ہے کہ وہ تمام قوانین جو مردوں کے لئے بنتے ہیں ان کو تحفظ بھی دیا جاتا ہے اور اس پر کسی حد تک اس میں پیش رفت بھی ہوتی ہے ۔ لیکن عورتوں کے معاملے میں ہم نے کوئی صحیح قدم نہیں اٹھایا ۔ اب چونکہ یحییٰ بختیار صاحب نے پہلے بھی اس پہ debate کسی حد تک شروع کر دی تھی اور پھر یہ نہ ہو سکی اور ابھی بھی انہوں نے اس کی نشاندہی کی کہ جس طرح قانون شہادت ہے یا حدود آرڈیننس ہے ' قصاص و دیت ہے ۔ اور خصوصاً قانون شہادت پر Fundamental Rightis کی violation ہوتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ عورت پہ کتنا بھی ظلم ہو تو صرف ایک مرد کی شہادت کافی ہے اور ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تعداد زیادہ ہو ۔ یعنی جب ہم انسان کو ایک سمجھتے ہیں تو یہ عورت بھی انسان کے زمرے میں آتی ہے اور مرد بھی انسان کے زمرے میں آتا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ حسین احمد آن اے پوائنٹ آف آرڈر ۔

حافظ حسین احمد۔جناب والا' قانون شہادت ہے اور ایک وزیر صاحب بھی نہیں ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وزیر صاحب ابھی تشریف لاتے ہیں۔ جی گھکی صاحب'

جناب منظور احمد گھکی۔جناب والا میں مکمل طور پر اس موشن کی حمایت کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس Resolution میں جو کچھ ہے اسی کے مطابق ایک committee form کی

جائے گی اور ان تمام قوانین کو دوبارہ دیکھا جائے گا اور ان پر نظر ثانی کی جائے گی ۔ جناب والا' ہمارا فرض ہے کہ ہم ۲ د فیصد آبادی کے مفادات کو اپنے سامنے رکھیں اور ان کا تحفظ کریں۔ آپ کا شکریہ!۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب اور ان کے بعد جام کرار الدین صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔جناب والا' میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے جناب یحیٰ بختیار صاحب کی طرف سے پیش کی گئی قرارداد پر اپنی پارٹی کا موقف پیش کرنے کا موقع دیا ہے ۔ جناب والا' یہ قرارداد اصولی بنیادوں پر پیش کی گئی ہے کہ ۔

"This House recommends that a high powered commission consisting of Ulema, Jurists and representatives of women, with a Judge of the Supreme Court of Pakistan as Chairman be set up to review all the existing laws promulgated through Ordinances during the last 15 years which affect the rights, living conditions and social and legal status of Pakistani women,"

یہ بہت اچھے اصولوں پر مبنی ہے ایک تو پچھلے ۱۵ سال میں Ordinances پاس ہوئے ہیں جن سے خواتین کے حقوق ' ان کی زندگی adversely affect ہوئی ہے ان پر نظرثانی کرنے کے لیے ایک high powered commission جو بڑے بڑے علماء ' دانشوروں اور خواتین کے نمائندوں پر مشتمل ہو ' قائم کیا جائے ۔ جناب والا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ خواتین کے حقوق عام طور پر دنیا میں اور خاص طور پر ہمارے ملک میں ' اسلام کے نام پر ' اسلام کے اصولوں کے خلاف' ان کے حقوق کو پامال کیا گیا ۔ ان کی حق تلفی کی گئی ۔ انسانیت کے نام پر انسانیت کی خلاف ورزی کی گئی ۔ ایسے حالات پیدا کیے گئے ہیں کہ توہم پرستی ' جس سے کم از کم خواتین ہماری سوسائٹی میں ' انسانی زندگی کا کوئی بھی موقع ہو وہ ہماری زندگی میں حصہ لیں اور ان کی اپنی living contitions ہمیں معلوم ہیں ۔ وہ ہمارے معاشرے میں بہت متاثر ہوئی ہیں جو ہماری منفی قسم کی روایات رہی ہیں اور پھر قانون' اور قانون بھی مارشل لا۔ کا' تو اس لئے میں اپنی پارٹی کی طرف سے تائید کرتا ہوں کہ ایک high powered commission ایسے ماہرین پر

مشتمل بنایا جائے جن کا ایک democratic record ہو انسانی طور پر ان کا principled record ہو
اور اس میں خواتین کو مکمل طور پر موقع ملنا چاہیئے کہ یہ غیر اسلامی قوانین جو اسلام کے نام پر ان
پر مسلط ہیں ۔ ان کو ختم کرنے کا موقع ملے۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

Jam Kararuddin: Thank you Sir' We must thank Mr Yahya Bukhtiar for moving this very logical and sensible Resolution in this very House. Sir, in the civilized society of today, nobody is against the rights of women, but every body is for the right of women. The women form at least 52% of the population of the country and every civilized country and everybody in a civilized nation would not like that the rights of women should not be safeguarded. During the period of Martial Law their rights have been encroached upon and most of the Regulations and Ordinances passed by dictator were against the spirit of the Constitution and against the very teachings of Sunnah and Shariat and therefore, this constitution of high powered commission is a must to review those Regulations and Martial Law Orders which relate to the rights of women particularly and I am further delighted to see that Government has also no objection to form this high powered commission. Therefore, this commission should be formed as early as possible to probe into those Martial Law Regulations and Ordinances issued during the Martial Law regime. Thank you very much.

Raja Muhammad Zafarul Haq: Sir, I would say that since the mover Mr. Yahya Bakhtiar has already suggested the formation of a committee, I think further discussion is not necessary.

Mr. Deputy Chairman: I have no objection, if they are ready not to speak.

Raja Muhammad Zafarul Haq: People have expressed themselves.

پروفیسر خورشید احمد۔ میں نے اس میں amendment موو کی ہے اسلئے مجھے تو بولنے کا موقع ملنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے ابھی کچھ نے بولنا ہے ۔ اب میں فضہ جونیجو کو فلور دیتا ہوں۔

محترمہ فضہ جونیجو۔ شکریہ۔ میں اس پر کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں مختصراً اپنے views دوں گی ۔ جہاں تک اس High Powered Commission کی تشکیل کا تعلق ہے مجھے یقین ہے کہ معزز سینیٹر یحییٰ بختیار صاحب نے اس کو اچھی طرح study کیا ہے اور تبھی انھوں نے یہ ضرورت محسوس کی ہے کہ یہ تجویز ہمارے سامنے لائی جائے ۔ میں ان کی اس تجویز کی تائید کرتی ہوں ۔ جناب چیئرمین صاحب۔جہاں تک اس High Powered Commission کا تعلق ہے اس کو تشکیل پانا چاہیئے تا کہ یہ existing laws کا جائزہ لے اور دیکھا جائے کہ پچھلے پندرہ سالوں میں یا پچھلے سالوں میں جو قوانین پاس ہوئے ہیں ان میں عورتوں کے rights کہاں پر affect ہوئے ہیں ۔ میں یہاں پر آپ کے سامنے ایک بات کہنا چاہتی ہوں ۔ ہمارے ملک کی 51% population جو ہے وہ خواتین کی ہے ۔ یہاں پر ہم minorities کے حقوق کی بات بہت ہی بلند و بالا آواز میں کرتے ہیں وہاں پر ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم majority کے حقوق کی طرف بھی توجہ دیں اور ان کا تحفظ کریں۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے ۔ اسلام عورت کو سارے مذہبوں سے زیادہ عزت اور رتبہ دیتا ہے ۔ اگر ہمارے قوانین میں کوئی ایسی بات آ گئی ہے ارادی طور پر یا غیر ارادی طور پر جس سے خواتین کے rights affect ہوتے ہیں تو ہمیں اس پر فوری توجہ دینی چاہئیے۔ جناب والا ! میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ یہ جو ہمارا معاشرہ ہے یہ اسلامی معاشرہ ہے ۔ اس معاشرے میں عورت کو بہت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے چاہے وہ ماں ہو۔ بیٹی ہو ۔ وہ بہن ہو یا وہ بیوی ہو وہ معتبر کہلاتی ہے ۔ اس معاشرے میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے اور اگر ہمارے علم میں ہے یا شک بھی ہے کہ خواتین کے rights affect ہو رہے ہیں تو ہمیں ضرور اس پر نظرثانی کرنی چاہئیے۔ جہاں تک اس کمیشن کا تعلق ہے یہ اور اچھی طرح سے ان Laws کا جائزہ لیتا ہے جو کہ پچھلے ۱۵ سالوں میں نافذ ہوئے ہیں تو بہت حد تک ممکن ہے کہ کئی ایسی

باتیں ، کئی ایسی چیزیں' ہمارے سامنے آئیں ، جن کو کہ overcome کرنے سے خواتین کے مسائل کسی حد تک کم ہو جائیں گے ۔ باقی میرے خیال سے جب اس کمیشن کی رپورٹ ہمارے سامنے آئے گی تو یہ دیکھا جائے گا کہ آیا اس کو مزید refinement کی ضرورت ہے' تو experts اس وقت اس پر اپنی رائے دے سکتے ہیں ۔ آخر میں' میں یہ چیز add کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ نے ہمیشہ عورت کو اسلام کو دائرے میں رہتے ہوئے تحفظ دیا ہے ۔ شکریہ جناب

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب ۔ فضہ صاحبہ ۔ میں اب لسٹ کے ساتھ آ رہا ہوں ۔ آپ نام لکھواتے جائیں ۔ جو میرے پاس پہنچے ہیں ۔ اس کے مطابق میں اب گزارش کروں گا ۔

جناب عبدالحئی بلوچ صاحب کو ۔ اور اس کے سید احسان شاہ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب چیئرمین صاحب شکریہ ۔ جناب چیئرمین صاحب اس معزز ایوان میں یہ جو قرار داد معزز سینیٹر یحییٰ بختیار صاحب نے پیش کی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی recommendations کو بہت عرصہ پہلے اس معزز ایوانوں میں پیش ہو جانا چاہیئے تھا ۔ اس لئے کہ ہمارے ملک میں یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ خواتین زندگی کے ہر شعبے میں نظر انداز ہیں ۔ تعلیم سے لے کر علاج معالجے تک اور روز گار کی بنا پر' بلکہ ہر مسئلے میں یہاں ان کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور جو قوانین بنے ہیں یا جو قوانین وقتاً فوقتاً لائے گئے ہیں ' ان میں بھی ہمیشہ عورتوں کے مفادات کو' ۔ ------ آبادی کے تقریباً تقریباً نصف حصے کے مفادات کو نظر انداز کیا گیا ہے اور آج بھی ہمارے ملک کے اندر بدقسمتی سے ایسے قوانین موجود ہیں ۔ جن سے ان کے برابر شہری کی حیثیت سے جو حقوق ہیں ۔ وہ سب متاثر ہو رہے ہیں۔ یہ تمام معزز اراکین پارلیمنٹ کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس طرح کی جو بھی زیادتی ہے' آبادی کے ایک حصے کے ساتھ ۔ اس کو دور کریں اور اس کی بہترین صورت یہی ہے کہ ایسی سفارشات مرتب کی جائیں۔ جن سفارشات کے ذریعے ہمارے معاشرے میں خواتین کو بھی ان کا جائز مقام مل سکے اور ایک برابر شہری کی حیثیت میں ملک کی تعمیر اور ترقی میں انہیں بھر پور حصہ ملنا چاہیئے اور کوئی بھی دنیا کی آبادی ترقی نہیں کرسکتی ' جب کہ اس کی نصف آبادی کو

ملک کے تمام معاملات سے الگ تھلگ رکھا جائے اور یہ محض ایک پرانی تھیوری سامنے رکھی جائے کہ وہ صرف گھروں تک محدود رہیں یا وہ جو family affairs ہیں ' گھر کا جو مسئلہ ہے ' وہ صرف اس پر متوجہ ہوں اور باقی تمام معاملات سے ان کو دور رکھا جائے یا دوسرے معنوں میں بہت سی جگہوں میں ان سے صرف محنت مزدوری' جیسے کہ ہمارے پسماندہ معاشرے میں ہو رہا ہے ' وہ لی جائے تو میں سمجھتا ہوں ۔

(نماز عشاء کی آذان کے لئے وقفہ)

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس مسئلہ پر ایک High Powered Commission کی ضرورت ہے اور اسے پہلے قائم ہو جانا چاہئیے تھا ۔ اس کمشن میں تمام Jurists ' Members of the Parliament ۔ قانون دان ' علماء حضرات ' اور دیگر سماجی شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہونے چاہئیں تاکہ ہم ایسی جامع recommendations مرتب کر سکیں ' جس سے اس ملک کے اندر رہنے والی ہماری مائیں بہنیں با عزت اور با وقار زندگی گزار سکیں اور زندگی کے تمام شعبوں میں انہیں ترقی کے برابر مواقع میسر ہو سکیں ۔ ملک کو ترقی دینے کے لئے تمام شعبوں میں ان کو برابر شریک کیا جا سکے ۔ ان کو وہ مواقع میسر ہوں جو کہ ایک مرد کی حیثیت سے ایک پاکستانی شہری کو حاصل ہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ خواتین کو زندگی کے مختلف شعبوں میں بھر پور حصہ لینا چاہیئے ۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ بلوچستان نیشنل موومنٹ کی طرف سے اس کی پر زور تائید کرتا ہوں اور یہ امید کرتا ہوں کہ معزز پارلیمنٹ کے اراکین ان سفارشات کی روشنی میں تمام ایسے قوانین کو جو خواتین کے مفاد کے خلاف ہیں ' ختم کریں گے اور ایسے قوانین مرتب کریں گے جن میں ان کے تمام معاشی ' سماجی اور انسانی حقوق کا تحفظ ہوتا ہو ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ میں ہاؤس کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے ایک درخواست جناب مسعود کوثر صاحب کی طرف سے آئی ہے کہ وہ ابھی پشاور جانا چاہتے ہیں ۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر معزز ایوان انہیں تقریر کا موقع out of turn فراہم کرے تو یہ شکر گزار ہوں گے ۔ اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے کہ تو میں انہیں تقریر کرنے کا موقع فراہم کئے دیتا ہوں ۔

(ہاؤس کی طرف سے اجازت دی گئی)

سید مسعود کوثر۔ میں آپ کا اور اس معزز ہاؤس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے تقریر کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔

جناب والا! میں مختصر آ عرض کرتا ہوں کہ مجھ سے پہلے تمام معزز اراکین نے اس motion کی حمایت کی ہے اور میں بھی ان کی آواز کے ساتھ اپنی آواز شامل کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے' اس کی مثال شاید دنیا کی تاریخ میں کہیں بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی ہوگی۔ میرے خیال میں ابھی سو سال بھی نہیں ہوئے کہ مغرب میں عورت کے بارے میں یہ concept تھا کہ عورت ایک ایسی چیز ہے جس کی اپنی کوئی ذات نہیں ہوتی ہے اور اسے خاوند کی ایک ملکیت تصور کیا جاتا تھا۔

جناب والا آپ کو معلوم ہوگا کہ جب کسی عورت کی شادی ہوتی تھی۔ تو اس کی اپنی ذات ختم ہو جاتی تھی۔ اس لیے اسے مسز So & So کا نام دیا جاتا تھا۔ اور اس کی اپنی جتنی بھی جائیداد ہوتی تھی۔ وہ اس کے خاوند کی جائیداد بن جاتی تھی۔ یہ سو سال سے بھی کم عرصہ ہوا ہے کہ مغرب میں یہ قانون پاس کیا گیا۔ جسے Married Women Property Act کہا جاتا تھا۔ اور پہلی بار اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ عورت بھی اپنی ذات میں ایک شخصیت ہے۔ اس کے بھی انفرادی حقوق ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اسلام نے عورت کو جتنا مقام دیا تھا۔ اس تسلسل سے اس کے اس مقام کو برقرار نہیں رکھا گیا اور چونکہ اکثر اسلام یا وہ ممالک جہاں پر مسلمان رہتے تھے۔ وہاں پر ملوکیت اور اس قسم کے لوگ اقتدار میں آئے جنہوں نے جمہوری اور دیگر انسانی حقوق کو پامال کیا اور بدقسمتی سے اسلام کے نام پر۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی ایک اجتہاد کی ضرورت ہے اور اس حوالے سے میں بات کروں گا کہ ہمیں دوبارہ اسلام کے ان زرین اصولوں کے مطابق آج کی اس موجودہ دنیا میں عورت کو پھر وہی مقام دلانا ہے۔ جو کہ شروع میں اسلام نے عورت کو مقام دیا تھا۔ جناب والا ہماری پارٹی کا شروع سے یہی موقف رہا ہے اور ہم نے بالخصوص خواتین کے بنک قائم کئے ان کی یونیورسٹی کے۔ لیے ان کی ملازمتوں کے لئے' ان کے خلاف ہمارے معاشرے میں جو ظلم و تشدد ہوتا ہے۔ ہماری پارٹی کی یہ مستقل پالیسی رہی ہے۔ کہ ہم نے کوشش کی ہے کہ عورت کے معاشی حالات میں اس کے سماجی حالات میں اس کے قانونی حالات میں جو بھی اس پر قدغن ہے جو بھی اس پر دباؤ ہے جو بھی اس پر ظلم ہو رہا ہے اس کو کم کیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں بالخصوص جو آرڈیننسز ایسے پاس کئے گئے ہیں۔ جو کہ

عورت کی زندگی کے تمام شعبوں میں ہم سمجھتے ہیں یہ زیادتی ہے۔ ان کو دوبارہ review کیا جائے۔ اور ایسے قوانین کو ختم کیا جائے۔ ایک بار پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ' بڑی مہربانی ۔ میں اب سید احسان شاہ کو فلور دیتا ہوں کہ وہ اپنی بات مختصراً بیان فرما دیں۔

سید احسان شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب شکریہ کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے اپنے خیالات بیان کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب یحییٰ بختیار صاحب نے ایک اہم مسئلہ کی جانب توجہ دلایا ہے۔ ایک ایسا مسئلہ جس کا تعلق ہمارے ملک کے ۵۲ فیصد عوام سے ہے ۔ جناب والا جہاں تک ہماری باتوں کا تعلق ہے ۔ ہمارے اخباروں میں بیانات اور تقاریر کا تعلق ہے۔ ہم ہر جگہ کہتے ہیں کہ ہم عورت کو مساوی حقوق دیتے ہیں اور عورت کو زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے شانہ بشانہ لانا چاہتے ہیں۔ لیکن گزشتہ ۲۰ سالوں میں ہم نے عورتوں کے لئے جو قوانین بنائے ہیں۔ جناب ان سے اس بات کی نفی ہوتی ہے۔ جناب اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اس ملک کے ۵۲ فیصد عوام کو عورت کو جو بچے کی بنیادی تربیت گاہ ہے۔ بنیادی اخلاق ' بنیادی تعلیم ہر چیز وہ ماں کی گود سے سیکھ کر نکلتا ہے ۔ جناب ہم عورت کو اس کا جائز مقام دیں۔ اس عورت کو ہم اس معاشرے میں ایسا مقام دیں۔ جس سے ہمارے مستقبل میں آنے والی نسلیں بہتر تربیت پا سکیں۔ جناب والا یہ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ میں ایوان سے اس بات کی ذرا معذرت چاہتا ہوں۔ ایک مثال دیتا ہوں اب ہمارے ہاں قانون یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا rape ہو جاتا ہے اگر وہ کہیں فریاد لیکر جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کی داد رسی کی جائے' بجائے اس کے کہ اس کا حق دیں' اس کو الٹا یہ کہا جاتا ہے کہ جی آپ چار گواہ لے آئیں ۔ جناب یہ کتنے دکھ کی بات ہے ۔ اگر انسانی عقل سوچے ' اگر خدانخواستہ کسی عورت کے ساتھ کوئی زیادتی ہو جاتی ہے تو کیا وہ سٹیج پر ہوتی ہے؟ وہ لوگوں کے اندر ہوتی ہے؟ وہ یقیناً لوگوں کے اندر نہیں ہوتی ۔ تو اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی ماؤں ' بہنوں ' بیٹیوں کے لئے کتنے سخت قوانین بنائے ہیں ۔ جناب والا! میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لیتا ' بہرحال میں بھی اپنے باقی دوستوں کی طرح اپنی اور اپنی پارٹی P.N.P. کی جانب سے اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ زندگی کے مختلف شعبوں سے ماہرین کی رائے لے کر گزشتہ بیس سالوں کے قوانین کا جائزہ لیا جائے ۔ شکریہ ۔

Lio 36 (77) Senr

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ جناب آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ جناب چیئرمین! قرارداد کی جو ہیئت ہے اور جس انداز میں یہ قرارداد پیش کی گئی ہے ۔ اس سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے ۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک کمیشن ایسا ترتیب دیا جاتا ہے جس میں علما، جیورسٹ اور خواتین کے نمائندے بیٹھ کے، تمام قوانین کا جائزہ لیں ۔ پچھلے پندرہ سال تو اس میں لکھا ہوا ہے ۔ لیکن جیسے ایک ترمیم آئی ہے اور وہ ابھی ہاؤس کے سامنے put ہوگی کہ 47ء سے لے کر اب تک جو اس ٹائپ کے قوانین بنے ہیں، جو خواتین کے حقوق سے متصادم ہیں، ان تمام قوانین کو review کیا جائے اور review کرنے کے بعد جو قوانین اسلام اور سنت کے خلاف ہیں، قرآنی احکامات کے خلاف ہیں ---------- کیونکہ اسلامی معاشرے میں عورت کو بہت حق دیا گیا ہے ۔ اسلامی معاشرہ دنیا میں سب سے پہلا معاشرہ ہے جس نے اس کے inheritance کے حق کو تسلیم کیا ۔ right to hold the property تسلیم کیا ۔ اس کو ایک عزت دی ۔ بجائے اس کے کہ زندہ دفن کیا جائے، جو کہ ایک رواج تھا، اس کو ایک عظمت بخشی ۔ اس کے پاؤں کے نیچے اسلامی معاشرہ نے جنت رکھی ۔ تو میری عرض یہ ہے کہ right of vote مغرب نے اب عورت کو دیا ہے ۔ ہم نے، اسلامی معاشرے، نے عورت کی عظمت کو ہمیشہ برقرار رکھا ہے ۔ مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں ۔ لیکن یہ میں عرض کروں گا کہ قوانین کا جائزہ اسلامی احکامات، شریعت اور سنت رسول کو سامنے رکھتے ہوئے لیا جائے ۔ قرارداد میں میں اتنی سی ترمیم پیش کروں گا ۔ شکریہ ۔

محترمہ نسرین جلیل ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ مجھے out of turn بولنے کا موقع دیا ۔ میں یحییٰ بختیار صاحب کی اس قرارداد کی مکمل طور پر حمایت کرتی ہوں ۔ مگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ صرف ایک کمیشن بٹھانے سے اور قوانین میں تبدیلی لانے سے کام نہیں چلے گا ۔ اس لئے کہ ہمارا پورا معاشرہ، ہمارا کلچر خواتین کے خلاف کام کررہا ہے ۔ حالانکہ اسلام نے عورت کو جو protection، جو مرتبہ اور رتبہ دیا ہے، وہ مغربی ممالک میں بھی خواتین کو میسر نہیں ہے ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو بتاؤں کہ جو مختلف قوانین ہیں، جن کے بارے میں یحییٰ بختیار

صاحب چاہتے ہیں کہ ان کو باقاعدہ examine کیا جائے ' اور دیکھا جائے ' اور ان میں تبدیلی لائی جائے ۔ جیل میں جو خواتین ہیں rape کے casesمیں ' انہوں نے شکایت کہ ان کو adulter y میں put کیا گیا اور وہ اپنے ایک ایک سال ' اورچھ چھ ماہ کے بچوں کے ساتھ جیلوں میں بند ہیں ۔ اورصرف اس وجہ سے کہ وہ چار شہادتوں کی جو بات ہے ' کہ چار شہادتیں چاہیئیں ۔ تب ہی ان کا case proveہوگا ۔ تو اس قسم کی ناانصافی جو ہے وہ ظاہر ہے زیادتی کی بات ہے ۔ لیکن جناب چیئرمین میرا جو point ہے وہ یہ ہے کہ ۔ آپ سب کو اپنی سوچ میں تبدیلی لانی ہے ۔ صرف قوانین میں تبدیلی لا کر فائدہ نہیں ہو گا ۔ آج بھی عورت جو ہے اس کی اگر کھانے کی بات ہو تو ماں جو ہے اپنے بیٹے کو کھانا زیادہ دے گی اور بیٹی کو چاہے گی کہ وہ بے شک وہ بغیر کھانے کے سو جائے ۔ اسی وجہ سے ہمارے ہاں child mortality rate میں بچیوں کی شرح زیادہ ہے اور اسی طرح ہیلتھ اور نیوٹریشن میں جو ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے وہ اپنی جگہ اسی طرح تعلیم کے شعبے میں خصوصاً دیہی علاقوں میں ' پاکستان کی عورتوں کو تعلیم سے بے بہرہ رکھا جاتا ہے ۔ اور جب تک ان میں یہ شعور یا تعلیم نہیں آئے گی ۔ وہ اپنے حقوق کے لئے بھی جد و جہد نہیں کرسکیں گی آپ یہ دیکھیں کہ جو بچیاں آٹھویں تک تعلیم حاصل کر لیتی ہیں ۔ اس کے بعد اور آگے تک بھی پڑھ سکتی ہیں ۔ لیکن چونکہ ان کو استعمال کیا جاتا ہے ' گھر میں کام کرنے کے لئے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے لہذا ان کو تعلیمی سہولتوں سے دور رکھا جاتا ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم لٹریسی اور ایجوکیشن پر توجہ دیں ----- اپنی خواتین کی اور ان کو ملک کے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے مواقع فراہم ہوں ۔ اسی طرح سے جناب والا ' جو حکومت بھی آتی ہے ۔ وہ عورتوں کے حقوق کی بات تو ضرور کرتی ہے ۔ لیکن آج سیاست میں ان کا کیا حصہ ہے ؟ ہمارے ہاں خاتون وزیر اعظم تو ضرور ہیں ۔ مگر اسمبلی میں خواتین کی شرح کتنی ہے ؟ اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ جو عورتوں کو جو مقام اسلام نے دیا ہے ۔ یہ کمیشن جب بیٹھے تو وہ اس بات کی بھی یقین دہانی کروائے کہ اسلام کے مطابق عورت کا جو مقام ہے اس کو یقینی بنایا جائے گا ۔ اس کے علاوہ جو بھی humiliation, discrimination ' اور مختلف طرح سے جو جبر و تشدد خواتین سے گھر اور معاشرے میں ہوتا ہے ' اس کے بارے میں بھی اقدام کئے جائیں ۔ اس کے علاوہ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ سیاست میں صرف واحد ایم کیو ایم کی تنظیم ایسی ہے جس میں خواتین شعوری طور پر حصہ لے رہی ہیں اوروہ با قاعدہ روح رواں ہیں ہماری تنظیم کی ۔ جناب چیئرمین ' میں اس سے بالکل متفق ہوں ' اور میں مشکور ہوں حکومتی بنچوں کی کہ وہ اس کمیشن کو بنانے کے

لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ جز ۔ میں جناب اعتزاز حسن صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں ۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب چونکہ پروفیسر صاحب کی ترمیم ہے اس لئے میں آپ کو آخر میں گزارش کروں گا؛ جی جناب اعتزاز صاحب ۔

جناب اعتزاز حسن ۔ جناب چیئرمین صاحب' میں آپ کا مشکور ہوں کہ مجھے بھی جناب محترم یحییٰ بختیار صاحب کو ہدیہ تحسین پیش کرنے کا آپ نے موقع دیا ہے ۔ یہ بڑا اہم کمیشن ہو گا ۔ اگر یہ بنے گا ۔ چونکہ سوال صرف قوانین ہی کا نہیں' جیسا کہ ابھی محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے کہا اس کے پیچھے ہماری جو سوچ ہے اس کے بارے میں بھی ۔ ایک بڑی مربوط جامع قسم کی ایک رپورٹ کی اس کمیشن کو ضرورت ہے آپ یہ دیکھیں کہ قوانین سے بات آگے جاتی ہے ؛ قوانین پر عمل درآمد کیسے ہوگا ۔ اور مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ پروفیسر خورشید صاحب اس میں ایک ایسی ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ in review all the existing laws promulgated through Ordinances لیکن آپ غالباً یہ چاہتے ہیں کہ through Ordinances or otherwise آئے ۔ میں اس ترمیم کی بھی تائید کروں گا کیونکہ زیادہ تر جو قوانین متنازعہ پائے جائیں گے' میرے خیال میں' میری اپنی رائے میں زیادہ تر جو قوانین متنازعہ پائے جائیں گے' جن پر اعتراض ہو گا وہ ایسے قوانین ہیں جو گزشتہ مارشل لاء کے دور میں صدارتی احکامات کے ذریعے نافذ کئے گئے' صرف آرڈیننسز کے ذریعے نہیں' صدارتی احکامات کے ذریعے۔ اب جب صدارتی احکامات کے ذریعے وہ قوانین نافذ ہوئے تو جس طرح شاہ صاحب نے فرمایا کہ صرف چار گواہوں کا مسئلہ نہیں جناب' زناب بالجبر کا مسئلہ تو شاید ---- چونکہ قوانین میں حد کے علاوہ تعزیر کی سزا بھی تجویز کی جا چکی ہے۔ حد تو نہیں ہو سکتی ہو گی لیکن تعزیر کی سزا ایک کمتر سزا ہے جو چار گواہوں کے بغیر بھی ملزم پر لگائی جا سکتی ہے' عدالت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس پر سزا تجویز کر سکتی ہے۔ لیکن جناب چیئرمین اس سے بھی بڑا ایک مسئلہ یہ ہے کہ خواتین' ہماری مائیں' بہنیں' بیٹیاں ساری پاکستان کی خواتین جو ہیں وہ ہماری مائیں' بہنیں یا بیٹیاں ہیں' ان میں سے کسی کے ساتھ جب کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا ہے' جبر کا واقعہ ہو جاتا ہے' زنا بالجبر ہوتا ہے تو جناب محترم چیئرمین آپ دیکھئے اس کے بعد قانون پر عملدرآمد کی جو مشینری ہے کس طرح عمل میں آتی ہے ہوتا یوں

ہے کہ اگر وہ خاتون اپنی جگ ہنسائی اور اپنے ظلم کے سنے یہ risk لے کر تھانے میں چلی جاتی ہےتو وہاں ان کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے اور خاص کر اگر ملزم بااثر ہو تو پولیس والے یہ کہتے ہیں کہ بی بی آپ پر یہ الزام لگا دیا جائے گا کہ آپ نے اپنی رضامندی سے یہ عمل کیا' عمل تو ہوا اس کا تو ایک جسمانی ٹیسٹ ہو سکتا ہے' اس کا ایک میڈیکل test اور معائنے سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ یہ بچی کنواری تھی اب جسمانی طور پر اس حالت میں نہیں ہے۔ لیکن اس سے پہلے اس کے ماں باپ کو بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی بچی پر جو بالکل معصوم ہے' اس پر بدچلنی کا ہی نہیں بلکہ ملزم جس نے زنا بالجبر کیا ہے اس کے اثر و رسوخ کے تحت آپ کی بچی پر الزام یہ لگے گا کہ خود اپنی رضا کے ساتھ اس نے یہ فعل کروایا۔ اب ماں باپ یہ سن کر جناب چیئرمین لرز جاتے ہیں' اگر تو ان کے پاس برابر کا اثر و رسوخ ہو ' اگر تو بچی غریب ماں باپ کی بیٹی نہ ہو اور ملزم امیر یا بڑا آدمی' مالدار' دولت مند نہ ہو تو پھر کوئی برابری یا دونوں طرف سے اثر و رسوخ ہو تو کہیں شاید انصاف کی توقع ہو سکتی ہے' اور فیصلہ کر لیں کہ ہم نے یہ معاملہ پھر بھی عدالت کے پاس لے کر جانا ہے تو شاید ان کو انصاف مل جاتا ہے۔ لیکن غریب ماں باپ کی بچیاں' ان کی عصمتیں یہاں لٹتی ہیں اور وہ اس ڈر سے کہ یہاں ان کی بچی پر تہمت لگ جائے گی' اور تہمت کوئی ایسی ویسی نہیں لگے گی جناب' اس کی بڑی سخت سزا ہے' یہ جو زنا بالجبر نہیں' بلکہ اپنی رضا سے زنا کرنے کا جو جرم ہے' اور یہ بڑی سخت تہمت ہے' یہ بچیوں پر تہمت جب لگنے کا اندیشہ ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے آتا ہے' ماں باپ وہیں دب کر' چپ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں' خاموش ہو کر اپنے دکھ کو بھول کر اپنی بیٹی کو دلاسہ دیتے ہوئے کہ بیٹی تو بھی خاموش ہو جا' بیٹیاں خودکشی کرنے پر اتر آتی ہیں کیونکہ وہ باہر الزام لگاتی ہیں تو الزام ان پر لگتا ہے اور اگر الزام نہیں لگاتیں تو ان کی چیخیں ان کے سینوں میں اس طرح نشتر بنتی ہیں کہ جس طرح ان کو بار بار اسی صورتحال اور اسی تجربے سے گزرنا پڑ رہا ہے۔

جناب چیئرمین ہمارے سامنے وہ مقدمات اور ایسے معاملات بھی ہیں ایک بچی تھی صفیہ بی بی مشہور و معروف مقدمہ ہے جناب اس کی بازگشت ساری دنیا میں پہنچی کیونکہ صفیہ بی بی پر زنا بالجبر ہوا۔ صفیہ بی بی جس پر الزام لگاتی تھی ملزم کو اس لئے پہچان نہیں سکتی کیونکہ وہ اندھی تھی صفیہ عدالت میں اس ملزم کو پہچان نہ سکی اس درندے کو پہچان نہ سکی کیونکہ اس کی بصارت نہیں تھی۔ نتیجہ کیا ہوا ؟ جناب چیئرمین نتیجہ کیا ہوا؟ جناب چیئرمین نتیجہ یہ ہوا کہ ملزم بری ہوا

لیکن چونکہ صفیہ بی بی حاملہ ہو چکی اسی زنا بالجبر کے تحت عدالت نے صفیہ کے لئے زنا بارضا کی سزا تجویز کر دی اور اس کو سزا ہو گئی۔ جناب چیئرمین یہ ہمارے ملک میں ہوا یہ انہی قوانین کے تحت ہوا یہ انہی قوانین کے تحت پولیس کی رشوت لینے کی صلاحیت دس کیا بیس کیا سینکڑوں گنا بڑھ گئی ہے۔ تو جناب چیئرمین میں خاص طور پر ممنوں ہوں جناب یحیی بختیار صاحب کا کیونکہ ان قوانین : جو قوانین ایک خاص نظریے کے تحت نافذ کئے گئے وہ نظریہ جناب مرحوم ضیا ، الحق صاحب کا اپنی حکومت کو کسی نہ کسی صورت مستحکم کرنے کا نظریہ تھا۔ اور اس کے لئے ایسے قوانین بنانے کا نظریہ تھا جو بظاہر اسلامی نظر آتے لیکن جن کو میں سمجھتا ہوں اپنی ناقص رائے میں یہ کمیشن بہتر فیصلہ کر سکے گا جن پر عملدرآمد انتہائی غیر اسلامی طریقے سے ہوا۔ لیکن جنرل صاحب مرحوم کو بظاہر کوئی سروکار نہیں تھا کہ عملدرآمد کس طرح ہو رہا ہے؛ وہ تو ایک لابی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے اور انہوں نے اسطرح اس لابی کو اپنے ساتھ رکھا آخر میں میں تائید ذرا کروں گا محترمہ کی انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی سوچ بدلنی ہوگی صرف قوانین بدلنے سے فرق نہیں پڑے گا بے شک۔ جناب چیئرمین ہم اپنے اندر جو مرد ہیں میرے خیال میں قوانین کچھ بنا لیں مرد کا قانون ہوگا بہت ظلم ہے عورت پر ایک مثال میں دیتا ہوں میں نام نہیں لے سکتا مجھے بار بار خط آ رہے ہیں میں نے اس میں کچھ بہرحال پیش رفت بھی کی ہے ہم اپنے گھر میں اپنی بیوی اپنی بیٹیوں کے ساتھ تقریباً ایک جیسا سلوک کرتے ہیں - یہ male chauvinism کی انتہا ہے ہم باہر تو بڑا کہتے ہیں کہ یہ قانون اس طرح بدل دیں یہ عورتوں کے حقوق اور ہم سب اندر سے فرعون ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ عورت کا وہی درجہ ہے جو مسعود کوثر صاحب بتا رہے تھے۔ عورت کا کوئی حق ہی نہیں ہے اور ہم پریشان ہو جاتے ہیں جب، عورت کی حکمرانی بھی آجائے اصل میں ہم اندر --- میں نام نہیں لے سکتا لیکن مجھے بار بار خطوط آرہے ہیں اور ایک بچی ہے ایک پارلیمنٹیرین کی میں یہ بھی نہیں کہتا کہ یہاں ہیں یا دوسرے ہاؤس میں بچی ہے - وہ لکھتی ہے اب ان کے والد وہ اس بچی کو تعلیم تو دینا چاہتے ہیں خرچے سے ان کو کوئی انکار نہیں ہے لیکن بیٹی جس کالج میں تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے اس کالج میں اس کو تعلیم دینے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب وہ صاحب جانتے ہیں ان کی بیٹی جانتی ہے اور چونکہ انہوں نے مجھے ' بچی نے بیٹی ہے میری بھی اس نے مجھے خبر نہیں کیوں یہ خط لکھے ہیں انکل کہہ کر کہ آپ اس میں کچھ مداخلت کریں میں نے یہ معاملہ ان صاحب کے ساتھ ٹیک اپ بھی کیا ہے اور

بالکل بڑے اچھے طریقے سے میں اس لئے کہہ رہا ہوں چونکہ یہ راز میرے سینے میں ہے لیکن میں یہ مثال generally دینا چاہتا ہوں کہ یہاں ہم کہیں گے کہ یہ ہونا چاہئے اور وہ ہونا چاہیے عورت پر ظلم ہو رہا ہے عورت سے بربریت ہو رہی ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ذرا مختصر کریں جی ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ ہم سب کو عورت کو اچھی نگاہ سے دیکھنا چاہیے ۔ سب ہماری بیٹیاں ہیں ، بہنیں ہیں، سب کو مردوں کے ساتھ نکل کر تعلیم حاصل کرنی چاہیے ۔ اور آدھی سے زیادہ آبادی کو اگر ہم بند کر کے رکھیں گے تو جناب چیئرمین میری نگاہ میں یہ بھی ہماری ایک بربریت ہو گی اور یہ اس وقت تک نہیں ختم ہو سکتی جب قوانین کے ساتھ سوچ بھی تبدیل نہ ہو جائے ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ جی بہت مہربانی اورمیں اب جناب کمانڈرخلیل صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی مختصر وقت میں ارشادفرمائیں ۔

Mr. Khalil-ur-Rehman: Thank you Mr. Chairman. I would like to submit that Human Rights Committee in the Senate . the next issue before it is , women issue in which we are going to thrash out these problems, not only ourselves but we have invited lot of people from various forums and all would come. I will get their ideas and pass them on to this forum if at all is made. Mr. Chairman, there are bad laws and there are good laws and I can assure that we have some bad laws and I don't have to narrate them because Mr. Aitazaz ahsan has mentioned those bad laws in detail with examples. Mr. Chairman, laws are legislated. They can be equally repealed, challenged and done away with and in fact it is the duty of the Parliament to do that if it finds that this particular law is doing a lot of harm. On various occasions Sir, at home and abroad on human rights forums, I have come across these issues on more than one occasions, and there have been some very impinged enquiries believe me and it is

very difficult to answer those enquiries because in fact there are no grounds as what to say . That means legislation has to be looked into but it is not only the legislation which one has to be looked into.

Here as has been said by various orators here that it is a thinking and the most important thing is that weare to devise means which are more feasible and practical and unless we get this cooperation this forum will not be able to do anything. All the opposition to this issue by the politicians has to be stopped. And secondly the media , I think the media is very important media has to play this issue over and over again into the newspapers . Unless they do that because the thinking of the people is only known through the media , no matter how much we say here and it is not transmitted , I am afraid it is quite null and void. So, I welcome the idea of Mr. Bakhtiar (he is not here). He has come out with this very important issue and I hope that this forum is made and as Aftab Shaikh has said that I hope that they include people from all walks of life into this forum so that we have a view point from the Professors, from literati , from the Maulanas, from the religious leaders and from the politicians and from the women themselves. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین - شکریہ جناب خلیل صاحب ' میں ڈاکٹر ریحان صاحب کوگزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان- شکریہ جناب چیئرمین یہ موضوع جس پہ یحییٰ بختیار صاحب نے یہ قرارداد جو پیش کی ہے - کہ پچھلے سالوں میں جو قوانین چاہے وہ آرڈیننسوں کے ذریعے بنائے گئے ہوں ان پہ نظرثانی کی جائے- جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ حقیقت میں اور باتیں تو چھوڑ دیجئے' یہ تو بالکل in writing ہے جو قوانین خواتین کے متعلق اس ملک میں موجود ہیں اس سے ہمارا مہذب دنیا میں کوئی اچھا image نہیں بنتا بلکہ اس سے ہمارے چہرے پہ ایک داغ رہتا ہے- جناب والا' میں اس

تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ یہ قانون یا وہ قانون یہ تو پھر اس کمشن کا کام ہے کہ وہ قوانین کو یا جو آرڈیننسز کے ذریعے بنائے گئے ہیں یا otherwise بنائے گئے ہیں ۔ ان کا جائزہ لے کر کیونکہ جناب والا' میں سمجھتا ہوں یہ انسانیت کی توہین ہے وہ ہمارے مقدس مذہب اسلام کے ساتھ زیادتی ہے جناب والا' میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے مقدس مذہب اسلام نے عورت کو بڑا اچھا مقام دیا ہے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے مقدس مذہب اسلام نے خواتین کو بڑا اچھا مقام دیا ہے ۔لیکن میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت انہیں کیوں نہیں دیتی۔وہ حقوق ' ہم کیوں نہیں دیتے ہیں بحیثیت مرد کے ' جناب والا میں اپنے ساتھیوں اور اپنے دوستوں سے اتفاق کرتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ صرف قوانین کے بدلنے سے کام نہیں بنے گا جب تک ہماری فکر تبدیل نہیں ہو گی یہ ہماری بہن محترمہ نے بھی اس قسم کے خیالات کااظہار کیا کہ ہماری سوچ میں تبدیلی آنی چاہیے ۔میں نے جناب اپنے دوست اعتزاز احسن صاحب کو بھی بڑے غور سنا جو انہوں نے فرمایا کہ ہماری سوچ میں تبدیلی آنی چاہیئے لیکن جناب والا میں بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ہماری قدریں یہ ہمارے خیالات یہ ہماری جو values ہوتی ہیں یہ خلا میں نہیں بنتی یہ سوسائٹی 'جس میں کوئی رہتا ہے اور جس میں وہ بود باش رکھتا ہے اس سے وہ قدریں حاصل کرتا ہے اور اس قسم کےخیالات بنتے ہیں جناب والا میں کافی دیر سے بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی صاحب اس مسئلے پر ضرور اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے جناب والا پاکستان کو آزاد ہوئے 47 سال گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک ہم اسی feudalistic system کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں جوکہ اب بالکل بوسیدہ اور فرسودہ ہو چکا ہے ۔ جس میں تو خواتین کےحقوق کیا وہاں پر انسانی حقوق کا بھی کوئی خیال نہیں رکھا جاتا ۔جناب والا جب تک بوسیدہ اور فرسودہ نظام اس ملک میں قائم رہے گاہم اس طرح قوانین تبدیل بھی کرتے رہے ہیں لیکن کسی اور طریقے سے پھر وہ قوانین نافذ ہوتے رہیں گے جن میں خواتین جو ہماری آبادی کا 52 فیصد ہیں دنیا بھر میں خواتین جو ہیں وہ ملک میں زندگی کے مختلف شعبوں میں حصہ لیتی رہتی ہیں لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ان کو زندگی کےدوسرے معاملوں میں تو کیا شریک کریں گے بلکہ ان کے لئے ہم نے امتیازی قوانین بنائے ہوئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہے اور آخر میں ' میں اس پرختم کروں گا کہ میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور یہ جتنا جلد ہو سکے جس میں یہ مختلف علما ہیں اور خواتین کے نمائندے یا جوبھی اور اچھے سکالر قسم

کے لوگ ہوں اس میں شامل ہو جائیں تا کہ اس قسم کے قوانین کا وہ جائزہ لے کر ان میں مناسب تبدیلی کریں تا کہ خواتین کو ، جن کو آئین میں مکمل مساوی حق حاصل ہے اور ان کو برابر انسانی بنیادوں پر لایا جائے ۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب ۔جی جناب امداد علی اعوان صاحب۔

جناب امداد علی اعوان ۔ شکریہ جناب چیئرمین میں آپ کا بہت ہی ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بولنے کی دعوت دی ۔ سب سے پہلے میں جناب یحییٰ بختیار صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اقبال حیدر صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں جس نے گورنمنٹ کی طرف سے اس کو oppose نہیں کیا ۔ اور اس کی حمایت کی یہ بات اس بات کی تائید کرتی ہے کہ ہماری پارٹی خواتین کے حقوق کے لئے کس حد تک جانے کے لئے تیار ہے جناب چیئرمین یقیناً یہ ۱۵ سال کی کیپ جو اس resolution میں دی گئی ہے میں پروفیسر خورشید صاحب کی بالکل تائید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی وقت کی قید یا پابندی نہیں ہونی چاہئیے جہاں پر بھی عورت کے خلاف ،جس قانون میں بھی عورت کے خلاف کوئی بھی زیادتی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے اس میں 15 سال یا 20 سال کی قید نہیں ہونی چاہئیے ۔ جناب چیئرمین یہ تو ایک بات واضح ہے ہر آدمی یہاں بیٹھ کر یا باہر statement دیتا ہے اور ہمیشہ دیتا آیا ہے کہ ہم عورت کو حقوق دینے کے لئے تیار ہیں لیکن جیسے اعتزاز صاحب نے کہا کہ عملاً ہم اس پر کوئی کام نہیں کر رہے ہیں آج تک کتنی خواتین ہیں جنہوں نے تعلیم حاصل کی ہے ۔ آپ دیکھیں گے کے اس میں بہت ہی کم فیصدی ہے ۔ لوگ آج بھی ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کو تعلیم کے لئے نہیں بھیجتے گھر میں بٹھا کر گھر کا کام کرواتے ہیں ان کے لئے کہتے ہیں کہ نہیں یہ تعلیم حاصل کر کے کیا کرے گی ۔اس کو تو جا کر گھر سنبھالنا ہے atleast ہمارے معاشرے میں ، جس معاشرے میں ہم رہتے ہیں وہاں آج بھی بہت ہی کم percentage تعلیم یافتہ ہے ۔ اصل بات ہے سوچ کی ،جب تک ہماری سوچ نہیں بدلے گی آپ کتنے بھی قانون بنائیں ،کتنے بھی آپ طاقت ور قانون Act, Ordinance لائیں ۔ لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا ۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ جیسے اعتزاز صاحب نے case کی بات کی اعتزاز صاحب نے تو ایک case کی بات کی لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو ہمارا معاشرہ ہے

particularly interior of Shindh وہاں 99.9% تو لوگ جاتے ہی نہیں ہیں کسی کو بتاتے ہی نہیں ہیں کہ ہماری لڑکی کے ساتھ rape ہوا ہے یا کوئی زیادتی ہوئی ہے ' اس کی وجہ ہوتی ہے کہ اگر وہ بات زیادہ پھیل جائے گی تو اس کی لڑکی کو لے گا کون' اس پر ایک داغ آ جاتا ہے ۔ تو اس لئے یہ صرف قانون بنانے کی بات نہیں' معاشرے کو اس پر عمل درآمد کرانے کے لئے بھی کچھ کرنا چاہئیے ۔ جب قانون بدلنے سے ہی وہ بات نہیں بدل جاتی کہ بھئی عورتوں کو حقوق مل گئے ' آپ نے قانون بنا لیا ' 52% population ہے اگر آپ کہیں گے کہ ہم نے ان کو پورے حقوق دے دیئے ' تو وہ ملنے چاہئیں ۔ اس کے لئے بھی ایک کمیشن دیکھے ' اس کو ڈھونڈے کہ ان پر عمل درآمد کرانے کے لئے کیا طریقہ کار ہونا چاہئیے ' جس میں ان کے حقوق کی پاسداری کی جائے ۔ جہاں دوستوں نے بھی کہا میرا ایک مسلمان کی حیثیت سے ایمان ہے کہ اسلام نے جتنے حقوق عورت کو دیئے ہیں کسی مذہب نے اتنے زیادہ نہیں دیئے ' ایک دائرے کے اندر رہ کر ' یہاں تک کہ ہم لوگ یہ ماننے کے لئے بھی تیار ہیں اور مانتے ہیں کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے ' وہ ماں بھی ایک عورت ہی ہوتی ہے ' لیکن یہ بات ہم تو کہہ جاتے ہیں لیکن آپ نے کئی مثالیں ایسی دیکھی ہوں گی کہ لوگوں نے اپنی ماؤں کے ساتھ بھی بہت ہی برا سلوک کیا ہے ' میں بدسلوکی کی حد تک تو نہیں جاسکتا لیکن بہت ہی برا سلوک کیا گیا ہے اور یہ بھی ایک معاشرے کا حصہ ہے ۔ لہذا نہ صرف قانونی طور پر بلکہ ذہن کو اخلاقی طور پر بھی اس بات پر آمادہ کرنا چاہئیے ۔ تو آخر میں یہی کہوں گا کہ یہ بہت ہی اچھی بات ہے ' بہت ہی اچھا resolation ہے ۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں اس کو پھیلایا جائے معاشرے کے ہر طبقہ فکر کے لوگوں کو بلا کر ' اس میں بٹھا کر ' اس پر عمل درآمد کیا جائے ۔ شکریہ بہت بہت جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔ جی جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد ۔جناب چیئرمین جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے ' اس کا ذکر آیا ہے تمام لوگوں نے اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ پروفیسر خورشید احمد صاحب کی ترمیم سمیت' جس میں اس کے دائرہ کار کو وسیع کیا گیا ہے ' اس سمیت سب لوگوں کو وہ منظور ہے ۔ لیکن اکثر لوگوں نے یہ بات بھی کی ہے خواتین نے بھی کی ہے اور دوسرے حضرات نے بھی کہ معاملہ صرف قوانین کا نہیں ہے ' معاملہ تو اس سے زیادہ گہرا ہے اور زیادہ بڑا ہے ۔ ہم کہتے ہیں ہمارا معاشرہ اسلامی ہے اور اسلامی معاشرے میں یہ ہوتا

ہے یہ ہوتا ہے ۔ جناب والا سب لوگ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ معاشرہ اسلامی نہیں ہے۔ عورت کے ساتھ اگر کوئی زیادتی ہوتی ہے ' اسلامی معاشرے میں وہ زیادتیاں نہیں ہوتیں ' نہ کسی اسلامی معاشرے میں عورت کو تعلیم کے حق سے محروم کیا جاتا ہے ' نہ اس کو اس کے وراثت کے حق سے محروم کیا جاتا ہے ' نہ اس پر غیر ضروری پابندیاں عائد کی جاتی ہیں ۔ اسلامی معاشرے میں عورت کا جو مقام ہے ' سب لوگوں نے اس کا ذکر بھی کیا ہے اور جناب چیئرمین میں آپ کے وساطت سے یہ بھی ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے عورت کو اس الزام سے بری کر دیا جو کہ بائبل نے اس کے اوپر لگایا تھا کہ شیطان نے خاتون کو بی بی حوا کو ایک دھوکہ دیا اور بی بی حوا نے آدم کو دھوکہ دیا ' قرآن نے اس کو اس سے بری کر دیا ' قرآن نے یہ کہا کہ شیطان نے دونوں کو دھوکہ دیا بلکہ اس کی لغزش کی جو قرآن کریم نے زیادہ ذمہ داری ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام پر ڈالی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ تیرے اور تیری زوج کا دشمن ہے تو اس کی دشمنی کا خیال رکھیں ' اور زیادہ ذمہ داری بھی ان پر ڈالی ہے اور پھر یہ ہے کہ دوسری جو بڑی بات قرآن کریم نے جسکی وضاحت کر دی کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ جنت ہی میں قبول کر لی اور اس کے بعد ان کو کہا کہ تمہارا گھر ' تمہاری جگہ زمین ہے ۔ یعنی سزا کے طور پر ان کو نہیں بھیجا بلکہ ان کو کہا کہ تمہیں زمین کے لئے پیدا کیا گیا ہے توبہ تمہاری قبول ہے ۔ توبہ قبول کرنے کے بعد ان کو بھیجا ۔ جبکہ بائبل نے یہ کہا کہ نہیں ان کو سزا کے طور پر بھیج دیا ۔ اور اس کا onus بھی ' اس کی زیادہ ذمہ داری بھی حضرت حوا پر ڈالی ہے ۔ قرآن کریم نے صاف کردیا اس کو ۔ پھر جناب چیئرمین میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ عورت اور مرد دو طبقے نہیں ہیں ۔ ایک بنی آدم ہے ۔ اور قرآن کریم نے واضح کردیا ہے کہ تمہیں ہم نے نفس واحد سے پیدا کیا ہے ۔ نفس واحدہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو تفریق پیدا کی جاتی ہے عورت اور مرد میں دو طبقے بنائے جاتے ہیں ' قرآن کریم نے اس کے خلاف بات کی ہے ۔ ہم ایک دوسرے میں سے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان محبت کے رشتے ڈالے ہیں ۔ ان کے درمیان مغائرت نہیں کی اور ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مقابلے کے لئے نہیں بھیجا ۔ بلکہ محبت کے رشتے کے ذریعے سے ان دونوں کو اس طرح مضبوطی سے پرویا ہے کہ ایک مرد کو مرد سے وہ تعلق نہیں جو ایک مرد کو عورت سے تعلق ہے ۔ ایک عورت کو دوسری عورت سے وہ تعلق فکری طور پر نہیں جو اس کو مرد سے ہے ۔ محبت کا وہ تعلق ۔ جناب چیئرمین اسی لئے آپ دیکھتے ہیں مردوں کا ایوان ہے ۔ اس میں ہماری ایک خاتون یہاں بیٹھی ہے ۔ دوسری خاتون چلی گئی ہیں ۔ دو خواتین ہیں ۔ تو مردوں کے ایوان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کہ عورت کے حقوق کا اور اس

کے احترام کا اور اس کی عزت کا مخالف ہو۔

جناب چیئرمین میں بہت ادب سے یہ بات کروں گا کہ یہاں پر بار بار یہ بات کہی ہے کئی حضرات نے کہ مہذب دنیا ہمیں اچھا نہیں سمجھتی ۔ جناب چیئرمین مہذب دنیا کی ایک تصویر ذرا دیکھ لیں کہ وہ مہذب دنیا اور اس کی کیا اقدار ہیں ۔ کیا ہم اس مہذب دنیا کے معیار کے مطابق اپنا قانون بنانے چاہتے ہیں کہ قاہرہ کانفرنس کے وقت میں سوڈان میں تھا وہاں ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اور CNN والوں نے ایک امریکن عورت کی جو ان کی deligation کی نمائندہ تھی، اس کا انٹرویو دیا۔ بڑے غصے میں چلا چلا کر کہہ رہی تھی You are denying Reproduction rights the women , reproduction rights. reproduction rights reproduction rights کیا free merital sex اس کو وہ reproduction rights کہتے ہیں lesbian relationship عورت اور عورت کے درمیان شادی ۔ اس کو وہ propagate کرتے ہیں ۔ اس معاشرے میں homosexuality allowed ہے ۔ اس کے لئے مظاہرے ہوتے ہیں ۔ وہ بھی اپنے لئے حقوق مانگتے ہیں ۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے بنیادی حقوق ۔ جناب والا جس نے بالکل انسانیت کے تمام اقدار کا جنازہ نکال دیا ہے ۔ اس کو ہم مہذب دنیا کہتے ہیں ۔ ہم ان کی نقالی کرتے ہیں اور وہ ہمیں سبق دیتے ہیں ۔ جناب چیئرمین ' میں بہت ادب سے کہوں گا کہ عورت جو ہے اس کا مسئلہ افراط و تفریط کا شکار نہ کریں ۔ اقبال نے فرمایا تھا ۔

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں

افراط و تفریط کی اس پوری انسانی تاریخ میں آپ دیکھئے کہ کہیں تو عورت کو بالکل ہی عریاں کرکے ننگا ہی چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ اسلام سے پہلے بھی یہی صورت تھی ۔ ننگا طواف مرد اور عورتیں خانہ کعبہ کا کرتی تھیں ۔ یہ عریانیت کوئی جدید دور کی چیز نہیں ہے ۔ یہ ترقی پسندی کی علامت نہیں ہے ۔ عریانیت دور جاہلیت کی چیز ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کپڑے پہنائے ۔ آج جب مغرب کے معاشرے میں ہم جاتے ہیں ۔ وہاں کے معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ عورتیں جو ہیں وہ سڑکوں پر پھر رہی ہیں اور آج وہ یہ حقوق مانگ رہی ہیں کہ ان کو بالکل ننگا پھرنے کا حق حاصل ہو ہے ۔ یہ دور جاہلیت ہے ۔ یہ ترقی یافتہ اور مہذب دنیا نہیں ہے اور ہمیں خود اپنی اقدار کے مطابق قوانین بنانے چاہئیں

ہمیں خود اپنی اقدار کے مطابق قوانین بنانے چاہئیں۔

میں جناب والا آفتاب شیخ صاحب کی اس بات کی حمایت کروں گا کہ بالکل جائزہ لیجیئے تمام قوانین کا، آرڈیننسوں کا، ہر چیز کا جائزہ لیجیئے لیکن نقالی نہ لیجیئے اپنے آپ کو کسی دوسرے کے معیار کے مطابق نہیں بلکہ قرآن و سنت کے مطابق ایک صحیح اور خالص اسلامی معاشرہ، جس میں واقعی عورت کو عزت ملے، احترام ملے۔ میں مانتا ہوں کہ عورت کا عزت و احترام نہیں ہے۔ اس کو بہت سارے حقوق سے محروم کیا جا چکا ہے۔ وہ آپ قوانین کے زور سے نہیں لا سکتے۔ وہ آپ ترغیب کے زور سے، تلقین کے زور سے، تبلیغ کے زور سے اور لوگوں کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ کر کے کر سکتے ہیں۔ اور ہم اس کے علمبردار ہیں جناب چیئرمین۔ ہم عورت کے حقوق کے علمبردار ہیں۔ وہ ہماری ماں ہے۔ جب عورت کا تصور آتا ہے تو ہمیں اپنی ماں یاد آتی ہے۔ ہم اپنے آپ کو بچہ محسوس کرتے ہیں اس کے سامنے۔ اور ہم اس کی گود کی طرف محبت کی تلاش میں اور اطمینان اور اضطراب کے وقت میں محبت اور اطمینان تلاش کرنے کے لیے اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ وہ ہماری بہن ہے۔ وہ ہماری بیٹی ہے جسے پیار کرتے ہیں۔ جگر گوشے ہیں۔ جو بیٹے سے زیادہ عزیز ہیں، جو رحیم دل والا، نرم دل والا شفیق باپ ہو گا، وہ اپنے بیٹے سے زیادہ اپنی بیٹی سے محبت کرے گا۔ اپنی بہن سے بھائی زیادہ محبت کرے گا۔ ہم اسلام سے دور جا چکے ہیں۔ اس کی وجہ سے عورت کا احترام ختم ہوا ہے۔ جناب چیئرمین آپ ضرور قوانین کا جائزہ لیجئے لیکن مغرب کے معیار کے مطابق کرنے کے لئے نہیں۔ وہ ظالم لوگ ہیں۔ وہ انسانیت سے دور جا چکے ہیں۔ وہ حیوانیت کی طرف جا رہے ہیں۔ اور ہمیں ان کی نقالی نہیں کرنی چاہئیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم رحمت اللعالمین تھے۔ وہ تمام کے حقوق کے علمبردار تھے۔ وہ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی حدود سے باہر نکلنا یہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ جناب چیئرمین شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب قاضی صاحب۔ میں اب حافظ حسین احمد صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فلور لیں۔

حافظ حسین احمد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنی محترمہ بہن آنسہ جونیجو صاحبہ کی بات کی مکمل تائید کرتا ہوں کہ اسلام نے سب سے زیادہ اور سب سے پہلے

عورت کے حقوق کا تحفظ نہ صرف فراہم کیا بلکہ قانونی طور پر اسے حق دیا۔ جناب چیئرمین میں تو حیران ہوں کہ --- ویسے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس عمر میں جناب یحییٰ بختیار صاحب نے ایک اچھی کوشش کی ہے۔ لیکن ایک خاتون وزیراعظم کے دور میں ان کی پارٹی کے ایک سینئر رکن کی طرف سے Private Members Day پہ ایک قرارداد سے عورتوں کے حقوق کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں کمیشن کے لئے تو کمیشن بنائے جاتے ہیں لیکن کیا یقیناً کوئی شخص سنجیدگی سے 51 فیصد عورتوں کے حقوق کے لیے قانون سازی کرنا چاہتا ہے یا صرف لیپا پوتی کے ذریعے غیراسلامی اور غیرشرعی چیزوں کے لئے راہ کھولنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ لولی پاپ اور جھنجھنا اس کے بارے میں ہماری خواتین بھی سمجھ چکی ہیں۔ آئیے اس ایوان میں سنجیدگی کے ساتھ اس صنف نازک۔کے حقوق کے لئے قانون سازی کیجئے۔ لیکن جناب وہ طبقات جو یہاں صرف خبر لگوانے کے لئے عورت کی بات کرتے ہیں کیا جناب چیئرمین وہ بلوچستان میں سردار کی حیثیت سے عورت کو میراث سے محروم نہیں رکھ رہے؟ جناب چیئرمین وہی طبقات وڈیرے کی صورت میں اپنی بہن اور اپنی خواتین کو میراث سے محروم نہیں رکھ رہے ہیں؟ کیا پنجاب میں چودھری اور فرنٹیئر میں خان اپنی ان بہنوں کو جو بیاہی گئی ہوں ان کو ان کی جائز وراثت سے محروم نہیں رکھ رہے؟ اسلام نے سب سے پہلے عورت کی میراث کا حق تسلیم کرایا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ ۔ جناب محمد ابراہیم صاحب ۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ جناب چیئرمین سب سے پہلے تو میں یحییٰ بختیار صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اتنے اہم موضوع کو اس ہاؤس میں بحث کے لئے لائے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک کمیشن ایسا ہونا چاہئیے جس میں علماء ' قانون دان اور خواتین کے نمائندے اور جج سپریم کورٹ کی سربراہی میں ان سارے قوانین پہ نظرثانی کی جائے جو عورت کے حقوق کی حق تلفی کرتے ہیں جو گزشتہ 15 سال میں بنے ہیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ 15 سال کی بات نہیں ہے جب سے ہمارا ملک بنا ہے روزمرہ کے واقعات خواتین کے ساتھ جو ہوتے ہیں جو ان کی حق تلفی ہوتی ہے ۔ ہماری ثقافت کے مختلف یونٹس ہیں ' صوبے ہیں ہر جگہ کوئی نہ کوئی زیادتی ہو جاتی ہے ۔ پولیس تھانوں میں زیادتی کرتی ہے اور تھانوں میں بد بدسلوکیاں کرتی ہے وہ بھی ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اہم بات یہ

ہے کہ ان خواتین کو ایک انسان کی حیثیت سے ہمیں دیکھنا چاہئیے اور ۔ biologycally وہ انسان ہیں ، وہ ہماری طرح انسان ہیں ، ہماری رفیق ہیں ۔ تو ان کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئیے ایک ایسے ملک میں کہ جہاں تعلیم کا تناسب اس وقت 17 یا ساڑھے سترہ فی صد ہو اور جس ملک میں آبادی باون فی صد خواتین کی ہو تو اندازہ ہمیں ہو سکتا ہے کہ اس میں 2 فی صد سے بھی زیادہ خواتین کو تعلیم نہیں دی جاتی اور پھر جہاں جس معاشرے میں ازدواج کے لئے سو قسم کے جہیز کی شرائط درمیان میں حائل ہوں تو یہ باتیں معاشرتی مشکلات پیدا کرتی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنی خواتین کو ایک مجبور انسان بنا کر رکھا ہوا ہے ۔ یہاں تک کہ وہ سکول بھی اپنے پاؤں پر چل کر نہیں جا سکتیں ۔ وہ ہسپتال تک بھی نہیں جا سکتیں ، ایسے معاشرے میں کہ جہاں insecurity ہو اور جو حال ہے ان بیچاروں کا بھائی ساتھ جاتا ہے یا خاوند ساتھ جاتا ہے یا باپ ساتھ جاتا ہے insecure معاشرے میں خواتین کی بہت حق تلفی ہوتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان سارے معاملات کو درست کرنے کے لئے اپنے قلب کو وسعت دینی چاہئیے ۔ اپنے افکار کو وسعت دینی چاہئیے اور ان کی ان مجبوریوں کو دیکھنا چاہئیے ۔ ان کی جسمانی مجبوریوں کو بھی دیکھنا چاہئیے اور ان کے مطابق قوانین کا مطالعہ کرنا چاہئیے تاکہ ان کو ہم uplift کریں تاکہ ہم ان کے معیار کو اونچا کریں ۔ ان کی سمجھ عقل کو اونچا کریں تاکہ وہ خود اپنے لئے خود راستہ متعین کر سکیں اور وہ خود اپنے لئے راستہ متعین کر لیں گی اگر ہم ان کو تعلیم دے دیں گے ۔ اول تو اس کی سب سے بڑی حق تلفی اس ملک میں یہ ہے کہ وہ تعلیم سے محروم ہیں ۔ پھر معاشروں میں بھی فرق ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے اسلام قبول کیا ۔ کون کہتا ہے اس ملک نے اسلام قبول نہیں کیا ۔ مگر اسلام تب قبول کیا ہے جب چھ سو سال اسلام کے گزر چکے تھے اور یہاں اس ملک کی ، اس خطے کی ، اس سرزمین کی بھی اپنی روایات ہیں ، کوئی ثقافت ہے اور کوئی تاریخ تھی اور یہ دو معاشرے جب ملتے ہیں عرب معاشرہ ، ہندوستانی معاشرہ ، افغانوں کا معاشرہ ، ایرانی عجمی معاشرہ عرب کے ساتھ ملتا ہے تو یہ نہ خلفائے راشدین کا دور تھا نہ وہ نبوت و رسالت کا دور تھا ۔ ہم نے قبول کیا ، اچھا کیا ہم نے اسلام قبول کیا ۔ کچھ ہم میں اپنی بھی کمزوریاں ہوں گی ۔ کچھ اچھائیاں ہم نے اسلام سے بھی قبول کی ہیں ۔ ہم نے بن حیث القوم اس مسئلے کو دیکھنا ہے کہ ہم اپنی خواتین کی uplift جسمانی طور پر ، تعلیمی طور سے اور معاشرتی طور سے ، اقتصادی طور سے کریں ، اور میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ہم نے اپنی خواتین کو ابھی تک اس قابل بھی

نہیں بنایا کہ وہ اپنی روزی بیچاری کما سکیں ۔ یہ کتنا ہم نے ان کو الگ تھلگ رکھا ہے ؟ کتنا مجبور ہم نے ان کو بنا کر رکھا ہوا ہے کہ وہ اپنی روزی کے لئے بھی نہیں سوچ سکتی ہیں۔ تو میں جناب چیئرمین صاحب آپ کی وساطت سے یحییٰ بختیار صاحب کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں ان کی اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔ سید مزمل شاہ صاحب ۔

سید مزمل شاہ۔ جناب والا۔ اس ایوان میں جناب یحییٰ بختیار کی طرف سے پیش کی گئی قرارداد زیر بحث ہے اور معزز اراکین نے بڑی خوش اسلوبی سے اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ۔ جناب ، یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں کہیں نہ کہیں repetition ہو جائے گی تو جناب والا ، اس قرارداد کے ذریعے اس ایوان کے اراکین کو ایک بار پھر باور کرایا گیا کہ ہماری ماؤں ، بہنوں اور بیٹیوں کے جو حقوق تلف ہو رہے ہیں ان کا تحفظ کریں اور یہ ہماری ذمہ داری ہے ۔ جناب والا ، یہاں یہ بھی کہا گیا کہ ان زیادتیوں کو ختم کرنے کے لیے انسانی شعور اور سوچ میں بھی تبدیلی لائی جائے ۔ جناب والا ، اس ضمن میں ، میں آپ کی وساطت سے ، اس ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جہاں تک انسانی سوچ کا تعلق ہے وہ تو news media, information media علمائے کرام ، مشائخ عظام کی تدابیر سے یہ مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے اور جناب ، اس میں دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا ملک ایک اسلامی اور نظریاتی ملک ہے۔ اس میں جب تک سارے قوانین کو مکمل طور پر اسلامی نہ بنایا جائے تو میرا خیال ہے کہ سوچ میں اتنی جلدی تبدیلی لائی ممکن نہیں ہے اور جناب ، ریاست کی سب سے پہلی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ معاشرے میں جہاں کوئی خرابی ہو اس کو قانون کے ذریعے دور کیا جائے اور جب یہ کر لیا جاتا ہے تو اس کے بعد آہستہ آہستہ سوچ بھی بدلتی ہے ۔ جناب والا ، جیسا کہ اس ایوان کے سارے معزز اراکین نے اس قرارداد کی حمایت کی ہے اور بالخصوص بڑی وضاحت سے حافظ حسین احمد صاحب اور مولانا صاحب نے اس پر روشنی ڈالی ہے ، میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بحیثیت مسلمان ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ کسی بھی پارٹی سے وابستگی سے پہلے ہم مسلمان ہیں اور پھر اس ایوان کے امین ہیں ۔ ہمیں یہاں مسائل کی تمام اچھائیوں اور خرابیوں کو سوچنا ہے اور ان کا تدارک کرنا ہے ، یہی ہماری ذمہ داری ہے ۔ اس لحاظ سے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس معاملے کو

سنجیدگی سے لیا جائے اور جیسا کہ اس قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اس کے لیے ایک اعلی کمیشن کا تعین کیا جائے یا اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے الگ اس قرارداد کو ' اس ایوان مین بحث و تحیث کے لئے ' اس قرارداد سے متعلق قانون سازی کے لیے جتنی جلدی ممکن ہو سکے' پیش کیا جانا چاہیئے تو میں اس قرارداد کی ' جس طرح میرے باقی دوستوں نے حمایت کی ہے ' بڑی سختی سے اس کی حمایت کرتا ہوں ۔ اور یہ وقت کی ضرورت ہے اور ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ اس ملک کی ۵۲ فیصد آبادی کے حقوق' اگر تلف ہو رہے ہیں ' اور یقیناً" تلف ہو رہے ہیں اور اس میں جو بھی خرابیاں ہیں ان کو دور کرنا ' بحیثیت مسلمان اور بحیثیت اس ایوان کے رکن کے اور ایک مہذب معاشرے سے تعلق رکھتے ہوے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس پر غور کریں اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے ' اسلامی روایات کے اندر رہ کر ' موجودہ تقاضوں کے اندر رہ کر --- اس لیے کہ اسلام ایک ایسا وسیع مذہب ہے جناب چیئرمین' کہ ہر وقت اور ہر زمانے کیلئے ہے ۔ اس میں نہ زمانے کی قید لگائی ہے نہ وقت کی قید لگائی ہے ۔ اسلئے میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس پر میری بھی وہی رائے ہے جس طرح باقی دوستوں کی ہے اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب میں اپنی ترمیم اور اپنے خیالات کا بھی اظہار کروں گا۔ جناب چیئرمین۔ میں بے حد ممنون ہوں آپ کا اور اس ایوان کا کہ مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا ۔ میں سب سے پہلے محترم یحییٰ بختیار صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اس اہم مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرائی اور یہ ان قرار دادوں میں سے ہے جس پر تقریباً" اتفاق رائے ہے ۔ اس مسئلے کی ضرورت کے حساب سے بھی کہ آج ہمارے ملک میں ایک مسلمان معاشرہ ہونے کے باوجود عورتیں مظلوم ہیں اور ہماری دینی اور اخلاقی اور ثقافتی اور سماجی ذمہ داری ہے کہ ہم اس ظلم کے تدارک کا اہتمام کریں۔ اس پہلو سے بھی جناب والا کامل اتفاق ہے کہ اسلام نے جو حقوق عورت کو دیئے ہیں اور جو مقام دیا وہ اعلی ترین مقام ہے اور ہمارے سر فخر سے اٹھ جاتے ہیں یہ دیکھ کر کہ اس زمانے میں جبکہ عورت کو انسان بھی نہیں سمجھا جاتا تھا ۔ گناہ اول کا ذریعہ قرار دیا گیا تھا۔ اسلام نے اس کی عزت کو بحال کیا اور آج عورت کو وہ مقام حاصل ہے۔ اس کیلئے پوری انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ممنون ہے ۔

جناب والا۔ میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں میں مکمل طور پر تائید کرتا ہوں اس قرار داد کی' وہیں یہ بات کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بحث میں چند باتیں ایسی آئی ہیں

جن سے غلط فہمی ہو سکتی ہے اور میں صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک rape کا تعلق ہے ۔ جہاں تک جبر کا تعلق ہے ' اس کے اندر اسلامی قانون میں صرف مظلوم متاثرہ عورت کی گواہی بھی کافی ہے۔ یہ جو بات کہی جاتی ہے کہ اس کیلئے چار گواہوں کی ضرورت ہے' یہ بات اسلامی قانون سے مطابقت نہیں رکھتی ۔ جناب والا میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس مغربی قانون پر ہمارا نظام چل رہا ہے جو basically Anglo Sexon Law ہے اور جو Criminal Law خود لارڈ میکالے نے صرف تعلیم کے لئے ڈرافٹ نہیں کیا تھا ۔ یہ جو Criminal Law ہے' ہندو پاکستان میں رائج یہ بھی لارڈ میکالے جی کا ڈرافٹ basically ہے اور اس ڈرافٹ کے اندر adultery اور rape جرم ہے آزادی کے خلاف کہ اگر عورت کی مرضی کے خلاف اس سے زیادتی کی جاتی ہے ۔ تو وہ rape ہے ۔ اور adultery عورت کے خلاف نہیں ہے English Law- میں adultery crime ہے شوہر کے خلاف۔ اسلئے کہ وہاں عورت اپنا وجود نہیں رکھتی تھی وہ صرف شوہر کی زر خرید تھی اور اگر کوئی اس کے خلاف زیادتی کرتا ہے تو وہ گویا کہ شوہر کی عزت کے ساتھ کھیلتا ہے اور شوہر کے حق پر دست اندازی کرتا ہے ۔ اسلئے criminal law کے اندر adultery husband کے خلاف ایک crime ہے ۔ ایک زیادتی ہے اور rape آزادی اور will کے خلاف ہے ۔ گویا گھناؤنا اور غیر شرعی فعل جو ہے یہ کوئی گناہ نہیں کوئی جرم نہیں ۔ اسلام نے در اصل اس جرم کو' اس فعل کو جرم قرار دیا ہے اور اپنا قانون اس مطابقت سے بنایا ہے ۔ جناب والا ہر قانون کا اپنا ایک frame work ہوتا ہے اور society کی اپنی values ہوتی ہیں اور اس کے context میں ہمیں معاملات پر غور کرنا ہوتا ہے ۔ میں جناب والا قرار داد کے بارے میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں چونکہ وقت کم ہے۔ میں اس میں دو ترامیم پیش کر رہا ہوں ۔ پہلی ترمیم اس کی پانچویں اور چھٹی سطر کے اندر ہے ۔ اسوقت الفاظ یہ ہیں کہ to review all the existing laws promulgated through Ordinances during the last 15 years. میری نگاہ میں اس سے دائرہ محدود ہو جاتا ہے ۔ نمبر ۱ صرف Ordinance کی حد تک ۔ جبکہ Ordinance, Legislation, Executive Order یا customs having essence of law وہ سب اس کے اندر آتے ہیں اور اسلئے اس کو وسیع ہونا چاہیے۔

دوسرا جناب والا۔ discrimination میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پچھلے ۱۵ سال میں کوئی زیادتی عورت کے ساتھ ہوئی ہے تو اس کا تو تدارک کر دیں اور اس سے پہلے ہوئی ہے تو کوئی

تھیں - یہ بات صحیح نہیں ہے - تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک dictator نے اگر کوئی Ordinance غلط بنایا ہے تو وہ بھی اور کسی اور dictator نے یا legislator نے اور آپ کو معلوم ہے کہ Family Law Ordinance بھی ایک dictator کا بنایا ہوا قانون ہے۔ تو اس لئے اس کو سب پر حاوی ہونا چاہیئے - تو جناب والا ! during the last 15 years کی جگہ میں تجویز کرتا ہوں کہ or otherwise اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ ان سب پر ہو گا

So it would read like this "This Houerecomends that a high powered commission consisting of Ulema, Jurists and representatives of women with a judge of the Supreme Court of Pakistan as a Chairman be set up to review all the existing laws promulgated through Ordinances or otherwise, which affect the rights, living conditions and social and legal status of Pakistani women.

"کوشش تو یہ ہے جناب والا ! میں اس میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پاکستانی women کے بعد full stop کی بجائے comma کر دیا جائے اور یہ اضافہ کر دیا جائے and suggests measures to bring them in conformity with the Injunction of the Quran and Sunnah یہ جناب والا! یہ میری دو ترامیم ہیں - آپ ان کو پہلے vote کر لیجئے اور اس کے بعد resolution کو پاس کر لیجئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب پروفیسر صاحب - جی اقبال حیدر صاحب -

سید اقبال حیدر۔ یہ آخری جو الفاظ ادا کئے ہیں - ان کی ضرورت نہیں ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پہلی amendment تو آپ قبول فرماتے ہیں -

سید اقبال حیدر - پہلی amendment ہمیں ضرور قبول ہے کہ to review all the existing laws promulgated through Ordinances or otherwise which affect the rights.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں put کرتا ہوں

چوہدری محمد انور بھنڈر - میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب یحییٰ بختیار صاحب کو ایک international ٹیلی فون attend کرنا تھا اس لئے وہ چلے گئے لیکن وہ

مجھے کہہ گئے تھے اور اختیار دے گئے تھے کہ ان کی بجائے میں یہ عرض کروں کہ پروفیسر صاحب کی جو تجاویز ہیں یا ترامیم ہیں ۔ اس سے ان کو اتفاق ہے اور کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ پہلی والی پر تو ہمیں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ پروفیسر صاحب وہ تو ہے ہی

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں move کرتا ہوں ۔

سید اقبال حیدر ۔ and suggests the measure والا وہ رہنے دیں ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ بہت ضروری ہے۔ وہ تو ایک positive چیز ہے یعنی جو آپ مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ مجھے اس سے بھی اتفاق ہے کہ قانون کے ساتھ ساتھ سوچ بدلنی ہو گی۔ قانون کے ساتھ ساتھ وہ ذرائع بھی اختیار کرنے ہوں گے جس کی ضرورت ہو گی ۔ میں اتفاق کرتا ہوں ۔

Mr. Deputy Chairman: Now, I put these amendments: It has been moved by Prof. Khurshid Ahmed that for the words during last 15 years, the words "or otherwise" be substituted and at the end the words .....

دونوں لے رہے ہیں ۔

اس میں یہ ہوا کہ پروفیسر صاحب اور جناب اقبال حیدر صاحب میں دونوں کو علیحدہ put کروں ۔ علیحدہ کر لیتے ہیں ۔ So it has again, I repeat

ڈاکٹر صفدر علی عباسی :۔ لیکن جناب پھر بھی تھوڑی سی controversy پیدا ہو گئی ہے ۔ ہم پروفیسر صاحب سے پھر بھی request کریں گے کہ وہ جو دوسری amendment ہے ۔ اس کو withdraw کرلیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ یہ قانون میں لکھا ہوا ہے اور میرے اور آپ کے ایمان کا تقاضا ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی :۔ ایک چیز پہلے ہی دستور میں موجود ہے ۔ اس کو آپ Resolution کی صورت میں نہ لائیں

پروفیسر خورشید احمد۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ایک دفعہ کلمہ پڑھ لیا پھر ساری عمر کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Let me put the first amendment, it has been moved by Prof. Khurshid Ahmed, that for the words "during the last 15 years", the words "or otherwise be substituted.

(The amendment was carried)

Mr. Deputy Chairman: Now, I put the second amendment before the House. It has been moved by Prof. Khurshid Ahmed that at the end the words "suggest measures to bring them in conformity with Injunctions of the Quran and Sunnah" be added.

(The amendment was carried).

(Interruption)

Syed Iqbal Haider: Sir, I will not take much of your time. With this Resolution I would also make one suggestion that the Chairman of the Senate be authorised to constitute the members of the commission in consultation with the Leader of the House and the Leader of the Opposition. How the commission is to be constituted, that must also be specified.

شیخ رفیق احمد۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو مقرر کرنا ہے How can you authorise the Chairman of the Senate to do it ?

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مجھ سے بات کریں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ وہاں پہ بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے اس کو چھوڑیے آپ Let me put the.... that can be discussed .. پھر وہ بعد میں کر لیں گے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ سر یہ تجویز بڑی معقول ہے پھر آپ ہاؤس میں تو نہیں لا

سکیں گے۔ وگرنہ یہ ہاؤس میں ہے اور ہاؤس کی ہی رہے گی۔ ریزولیوشن بنانا ہے اس نے۔ جناب یہ تجویز معقول ہے اس پر بحث ہونے دیں۔ ---- (مداخلت)-----

Mr. Deputy Chairman:- One man one time..

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ سر عرض یہ ہے کہ یہ ریزولیوشن جو ہے اس کو آپ نے فائنل شکل میں put کرنا ہے وہ فائنل--------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہی تو میں عرض کر رہا ہوں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ اور یہ جو تجویز ہے اقبال حیدر صاحب کی یہ بالکل صحیح ہے کہ سینٹ کے چیئرمین صاحب کو آپ یہ اختیار دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہی تو میں نے عرض کیا بھنڈر صاحب میں بھی یہی عرض کر رہا ہوں جیسے آپ فرما رہے ہیں۔ تو let me put the resolution۔

Syed Iqbal Haider: Sir, I will only make a few remarks about it. We will discuss about the formation of the commission later on. But let me make it clear that our Government is absolutely against any form of discrimination and we are determined to eradicate and eliminate any kind of discrimination that may be existing. It is a matter of serious complaint from our women, sisters as well as a matter of embarrassment which we have to face in the international forum. And in the short span of one year as rightly pointed out by some of the members that mere correction of the laws or mere improvement in the laws or removal of the discrimination against women in laws is not good enough. Our Government was concious of this fact and has taken major redical steps in the last ten months to encourage participation of the women and to ensure that their rights are fully protected.

And The major steps, Sir, I would like to brief this House that, for the first time to protect honour and dignity of women, we have established a

women police force. And No.2 to allow women to express the victimization and the tyrany, they suffer, we have moved the Bill for the formation of women's court. No.3, Sir, for the first time in the history of Pakistan we have appointed women in the superior judiciary. And to encourage women to come forward and work in offices, in the government service, for the first time, we have allocated a quota of 6% of seats to go to women, so that women are appointed in Government services also. Similarly, Sir, our government is also examining all laws which are discriminatory against women in any form and it is a very commendable step and decision of this August House which will help us in removing all and every kind of discrimination or exploitation of women or any class of people or section of public in Pakistan. We are very thankful to the Senate for moving this and passing this resolution and I hope, the findings of the commission will help us in removing the discrepancies and the discrimination. Thank you, Mr. Chairman, and a decision of this august House will help in removing all and every kind of discrimination or exploitation of women or any class of people or section of public in Pakistan. We are very thankful to the Senate for moving this and passing this resolution and I hope the finding of the commission will help us in removing the discrepancies and the discriminations. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Imdad Ali Awan: Mr. Chirman, I will request you to pleas. read the resolution. It says that:

"This House recommends ...... to set up a high powered commission....." It is not that we should decide the commission.

جناب ڈپٹی چیئرمین- وہ تو ہو گئی بات ۔ وہ تو ختم کر دی میں نے۔

Mr. Imdad Ali Awan: It is only that we will recommend to the Government.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں ۔ وہ تو ایسے ہی بات ہو گئی تھی اس وقت۔

Now, I will put the amended resolution. The resolution moved by Mr. Yahya Bakhtiar as amended is as under :-

"This House recommends that a high powered commission consisting of Ulema, jurists and representatives of women with a Judge of the Supreme Court of Pakistan as Chairman be set up to review all the existing laws promulgated through Ordinances or otherwise which affect the rights, living conditions and social and legal status of Pakistani women and suggests measures to bring them in conformity with the Injunctions of Quran and Sunnah."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The amended resolution is adopted.

(Applause)

Mr. Deputy Chairman: So, the House is adjourned to meet again tomorrow at 9.30 a.m. Thank you very much.

[The House then adjourned to meet again at nine thirty of the clock in the morning on Monday, the 26th September, 1994].

PCPPI—4484(97) Senate—01-12-97—180.